



www.urdu novelsmania.com

## ناول: روح یار

رائٹر: سید شاہ

السلام علیکم۔۔

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور اگر آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں تو

[www.urdunovelsmania.com](http://www.urdunovelsmania.com) آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ

فارم فراہم کر رہی ہے۔۔ اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول ناولٹ، افسانہ، کالم

، آرٹیکل یہ شاعری پوسٹ کروانا چاہتے تو بھی ایک میل کریں

[novelsmania.2020@gmail.com](mailto:novelsmania.2020@gmail.com)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔

[Fb.com/NovelsMania.Official](https://fb.com/NovelsMania.Official)

0323-0707017

ناول: روح یار

رائٹر: سیدہ شاہ

بولا پر فون جاتا میں پارکنگ ملک عارض چاہیے ملنا ہمیں کنٹرٹ یہ میں حالت بھی کسی سلیم  
نے اس کر جواب سن کا اس پر فون ضرور سرجی  
دیار کھ فون

اسے لیے کے لمحوں چند پری پر لڑکی کھڑی سامنے نظر کی ملک عارض کھولتے دروازہ کا گاڑی  
پڑی چل طرف کی گلی ایک اور لگی بڑھنے آگے لڑکی وہ اور لگا دھوکا سب یہ  
اندر کا لڑکی کھڑے پر کونے کے گلی اور لگا کرنے پیچھا کا اور اس بیٹھا میں گاڑی عارض  
کا گھر اور اس اترا سے گاڑی عارض ہی جاتے اندر کے لڑکی لگا۔ کرنے انتظار کا جانے  
کھٹکھٹایا دروازہ  
www.urdu novels mania.com

پلوں چند عارض ہی کھولتے دروازہ آئی۔ آواز کی عورت ایک سے اندر کرو صبر ہوں رہی آ  
ہو گیا۔ ساکت لیے کے

دیکھتے کو جوان کہا کو عارض نے بیگم زبیدہ کہا۔ عارض سے یقینی بے نے عارض بی خالہ  
تھا پڑا چل اندر ہی

مڑی طرف کی باہر کر سن آواز کی بی خالہ سے باہر تھی آئی سے بازار ہاری تھکی ابھی مشائم جو گئے رک وہی قدم کے اس کر دیکھ آتے کو عارض سے سامنے کہ تھی ہی کر دیکھ بعد ماہ چھ کو مشائم تھا رہا سمجھ وہم اپنا کہا۔ عارض جو سے حیرانی نے عارض مشائم تھا۔ رہا ہو نہیں یقین اسے

ہوئے متوجہ طرف کی ان دونوں وہ سے آواز کی بی خالہ عارض بات سنو رہا ڈھونڈا سے طرح کی پاگلوں سے مہینوں چھ پچھلے میں تھی نہیں امید یہ سے آپ مجھے بی خالہ بولا میں کجے افسردہ عارض آیا نہیں رحم پر حالت میری بھی دفعہ ایک کو آپ ہوں تھی چکی جا میں کمرے جواب مڑا طرف کی مشائم کہتا سے بی خالہ عارض رخ اپنا مشائم ساتھ کے آپ گی جاوں نہیں کہیں میں بولا دیتے حکم کو عارض مشائم چلو بولی موڑے

اس دھیان کا اس کر دیکھ تبدیلی میں جسم کے اس تھا اٹھاتپ پر انکار کے عارض جو اس گیا پر جسم ہوئے بھرے کے

لگا جھٹکا اور ایک کو عارض ہو پریگنٹ پری تم ڈھکا۔ آپ اپنا سے ڈوپٹے جھولتے میں گلے اپنے نے مشائم کربات سن کی عارض

بولاسے غصے بڑھتے طرف کی عارض اس جاوید مشائم چھپائی بات بڑی اتنی سے مجھ نے تم کی باہر پکڑے ہاتھ کا عارض اس پہلے سے ہونے پوری بات کی مشائم میری یہ عارض بڑھا طرف

نہیں اچھا کر چھپا کا اولاد میری سے مجھ نے آپ اور گی رہے ہی ساتھ میرے اب یہ بی خالہ پہنچا تک گاڑی پکڑے سے مضبوطی ہاتھ کا کیا۔ عارض مشائم

سے ہونے پورے بات کی مشائم بیٹھو تم مشائم میں بولار کتے پاس کے گاڑی عارض بیٹھو گونجی آواز بھر پور سے غصے کی عارض پہلے گئی بیٹھ میں گاڑی دیکھتے کو غصے کے مشائم عارض وہ تور کی سامنے کے گھر کے عارض گاڑی ہوئی نہیں بات کوئی میں دونوں رستے پورے بڑھا طرف کی اندر اترتا سے غصے کی مشائم عارض ہوں سکتی پوچھ وجہ کی کرنے سب یہ گئی اندر کرتی پیروی کی اس بھی مشائم بولی دیکھتے کو بیٹھ

کی عارض اس چھپائی کیوں بات بڑی اتنی تک ماہ چھ سے مجھ نے تم کہ بتاؤ مجھے پہلے تم بولا ہوئے آتے طرف

بولی کرتے قابو کو آنسوؤں مشام ہے نہیں حق کوئی پر اس کا آپ ہے اولاد میری یہ  
مشم جاوید یہ اولاد میری ہے اس کی رگوں میں میرا خون ہے عارض مشام کے بازوؤں کو  
پکڑتے بولا

بہاتے مشکل سے کو آنسوؤں نہ نہیں یہ میری ہے میں آپ کو کبھی بھی نہیں دوں گی مشائے بولی

میں کوڑٹ سے آڈر لے کر اس کو اپنے پاس رکھ لوں گا اور اس کی دیکھ بھال کے لیے دوسری شادی بھی کر لوں گا تم فکر نہ کرو عارض مشائم کے بازوں کو چھوڑتے بولا ہے دیکھتی اسے سے یقینی بے مشائم کر سن کا شادی دوسری کی اس اب جاو تیار ہو ہم حویلی جا رہے ہیں عارض اس کے چہرے سے نظریں ہٹاتے بولا ۔

رحابہ جو کمرے میں کتاب پڑھنے میں مصروف تھی کسی کی آواز نے اسے متوجہ کیا۔ وہ کرسی سے اٹھتے ٹیس کی طرف بڑھی یہاں کیا کر رہے ہو عمار کو ٹیس میں دیکھ وہ چیخنی بے وقوف پاگل ہوگی ہو جو چیخ رہی ہو عمار اس کے منہ ہر ہاتھ رکھتے بولا

بولی ہوتے خضار حابہ کرتے پیچھے ہاتھ کا عمار ہے آتا کون اس طرح

عمار ملک آتا ہے عمار کا لربھاڑتے بولو  
 شوخی کو دیکھتے کہا اچھا کام بتا اور حابہ نے اس کی  
 رہے عمار ہو ویسے حد ہے میں اتنی مشکل سے آیا ہوں اور تمہارے نخرے ہی ختم نہیں  
 حابہ کی لا پرواہی کو دیکھتے بولا

یہ چوڑیاں لایا تھا تمہارے لیے وہ چوڑیاں کو آگے کرتے بولا  
 چوڑیاں کو دیکھتے حابہ کے چہرے میں خوشی کی لہر ڈورگی اور اس نے اس کے ہاتھ سے نیلی  
 کانچ کی چوڑیاں لیں۔ حابہ ملک کو چوڑیاں سب سے زیادہ عزیز تھی  
 شکریہ حابہ نے چوڑیاں کو پکڑتے مسکراتے ہوئے عمار سے کہا اور اندر جانے کے لیے  
 پلٹی

سنو عمار کی آواز پر وہ مڑی ہاں حابہ نے کندھے اچکاتے پوچھا  
 کیا کچھ نہیں عمار مسکراتے کہتا اپنے کمرے کی ٹیرس پر چھلانگ لگا

مشائم آج چھ مہینوں بعد ملک حویلی آئی تھی وہ جانتی تھی کہ عارض اسے سب سے پہلے  
 یہاں ہی ڈھونڈنے آئے گا اس لیے اس نے خالہ بی کا گھر چنا چھ ماہ پہلے اس کی زندگی ایک  
 دم سے بدل گئی تھی۔

پورے رستے مشائم چھ ماہ پہلے کے واقعات سوچتی رہی اس نے ملک حویلی میں اپنے امید سے ہونے کی خبر دے دی تھی اور ملک حویلی کے لوگوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا آخر چار سالوں بعد کوئی خوشی کی خبر سنی تھی۔

ملک حویلی جس کے سربراہ انور ملک اور ان کی زوجہ شائستہ ملک تھی ان کی دو اولادیں تھی جعفر ملک اور جاوید ملک جعفر ملک اور مومنہ ملک کی تین اولادیں ذبال عمار اور رمیزہ ملک تھی

جاوید ملک اور رمیزہ ملک کی دو اولادیں مشائم اور رحابہ ملک تھی۔ گاؤں میں واقع ملک حویلی اپنی مثال آپ پیش کرتی تھی انور ملک گاؤں کے سردار تھے انہوں نے یہ ذمہ داری جعفر ملک کو سونپی اور اب یہ گدی ذبال ملک کو مل گئی تھی سفید رنگ و وسیع لان جس کے ایک طرف کو اڑ اور ایک طرف پول تھا ٹرپل سٹوری پر بنی حویلی تھی لان سے اندر آتے ایک طرف ڈائینگ ہال جو قیمتی اشیاء سے سجایا گیا اور ایک طرف کچن ہال میں صوفے اور دیواروں پر تصویریں کچن کے تھوڑے فاصلے پر دادا سائیں اور دادی سائیں انور ملک اور شائستہ ملک کا کمرہ واقع تھا۔

ہال کے درمیان سے سیڑھیاں جس کے بائیں جانب جعفر مالک اور جاوید مالک کا کمرہ تھا اور دوسری جانب ایک کمرہ رحابہ اور مشائم کا دو سو کمرہ رمیزہ کا رمیزہ کے کمرے سے



چند سیڑھیوں کے گزر سے ذبال اور عمار مالک کا کمرہ تھا۔ اس حویلی کے لوگوں کے مزاج ایک دوسروں سے بے حد مختلف تھے۔۔

اسلام علیکم ماما عارض حویلی میں داخل ہوتے بلند آواز میں بولا عارض کی آمد کا سن کر سب ہال میں آئے

آپا کیسی ہیں آپ رحابہ خوشی سے چنچتے مشائم کے گلے لگی  
ہائے ہائے آرام سے اس حالت میں اس طرح نہیں ملتے دادی سائیں نے مشائم کی  
جسامت کو دیکھتے رحابہ کو ٹوکا۔

جاو اور آرام کرو منزہ ملک مشائم سے کہتی عارض کی طرف متوجہ کمرے میں بیٹا آپ اپنے  
ہوئیں

مشائم جو کب سے بے چینی میں کمرے میں ٹہل رہی تھی عارض کے آتے اس کے  
چلتے قدم رکے چچی نے تمہیں آرام کرنے کو کہا تھا چل قدمی نہیں عارض بیڈ پر بیٹھتے بولا

میں آپ کو یہ اولاد نہیں دوں گی یہ میرے پاس رہے گی مشائم جو کب سے خود پر قابو کیے ہوئے تھی عارض کے آتے ہی آنسوؤں سے اپنی پریشانی بتاتے لگی

عارض نے بہت کم اسے روتے دیکھا تھا وہ بیڈ سے اٹھا اور مشائم کا ہاتھ تھامے دوبارہ سے بیڈ کی طرف آیا

مشائم اس معاملے میں دوبارہ بات کر لیں گے ابھی بہت وقت ہے عارض تکیہ درست کرتے بولا

اب اس بات کا دوبارہ تم کوئی ذکر نہیں کروں گی عارض مشائم کو لٹاتے ہوئے بولا

لیکن میں مشائم کی بات پوری ہونے سے پہلے عارض نے اس کے الفاظ ختم کر دیے کچھ عارض اس سے دور ہٹا اور اپنی سائیڈ تھوڑی دیر بعد لمحوں کے لیے دونوں ساکت ہو گئے پر آکر مشائم کی طرف چہرہ کیے لیٹ گیا مشائم تم سو کیوں نہیں رہی عارض اس کا رخ اپنی طرف کرتے بولا

آپ کو پتا ہے مجھے ٹیشن میں نیند نہیں آتی مشام اس کی سرمی آنکھوں میں دیکھتے بولی یار میں بہت تھکا ہوا ہوں ویسے بھی آج میں چھ ماہ بعد دوبارہ ساتھ لیٹا ہوں عارض مشام کو حصار میں لیتے بولا اور آہستہ آہستہ اس کی کمر سہلانے لگا۔ مشام بھی اس کے حصار میں آتے تھوڑی پر سکون ہوئی اور آہستہ آہستہ نیند میں جانے لگی

نہیں نہیں رحم کریں اماں اماں یہ آوازیں سنتے ہی ذبال ملک ہر بڑا کر اٹھا پچھلے چار سالوں آوازیں آنا شروع ہو جاتی وہ روز سے یہی ہو رہا تھا وہ سونے کی کوشش کرتا اور اسے یہ رات ان آوازوں کی وجہ سے اٹھ جاتا اور اس کے بعد اسے چاہ کر بھی نیند نہیں آتی۔

ذبال اٹھا اور باہر لان کی طرف آیا وہ جانتا تھا اب نیند اس سے کوسوں دور ہے۔۔۔ عارض مشام کو سوتے دیکھ کر مطمئن ہو گیا تھا اس پر کمفرٹ درست کرتا کمرے سے باہر آیا

سیرھیوں سے اترتے اس کی نظر سامنے لان میں بیٹھے ذبال پر پڑی کیسے ہو ذبال ذبال جو آنکھیں موندے بیٹھا تھا عارض کی آواز پر آنکھیں کھولی ٹھیک آو وہ سامنے کرسی کی طرف اشارہ کرتے بولا

کیا ہوا سب ٹھیک ہے نہ عارض اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے بولا  
 ہاں مشائے بھی آئی ہے ذبال بات بدلتے بولا  
 اس کے بات بدلنے پر عارض کے لب مسکراے وہ جانتا تھا کہ ذبال ملک تو بات بدلنے  
 میں ماہر ہے

ہاں وہ بھی آئی ہے اور اب تو تم چاچو بننے والے ہو عارض مسکراتے ہوئے بولا  
 مبارک ہو تمہیں ذبال نے عام سبکے میں جواب دیا

ذبال ملک کو آج تک کسی نے مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا شاید وہ خود بھی اپنی  
 مسکراہٹ کو بھول گیا تھا

ذبال مالک جو اٹھائیس سالہ بھرپور جوان مرد تھا اس کی بادامی آنکھیں جو دیکھنے والوں کو  
 دوبارہ دیکھنے پر مجبور کر دیتی تھیں۔ سفید رنگت ہلکی ڈارھی اور گھنی مونچھیں کشادہ پیشانی  
 عنابی ہونٹ جو کبھی نہیں مسکراے اور کھڑی ناک وہ ایک پرکشش مرد تھا۔ لیکن وہ اتنا ہی  
 سنجیدہ تھا۔

کچھ پتا چلا اس کے بارے میں عارض ذبال کو دیکھتے بولا

عارض کے چہرے کو دیکھتے ذبال نے نہیں معلوم نہیں زمین کھا گئی یا آسمان نکل گیا  
کہا عارض ملک

جوانیتیس سالہ خوش مزاج مرد تھا اس کا روشن چہرہ اور نین نقش ذبال جیسے تھے لیکن اس کی  
مقناطیسی سرمئی آنکھیں جو دیکھنے والے کو جکڑ لیتی تھی اور شیوا اس کے چہرے کو اور حسین  
بنادیتا تھا۔ وہ دونوں ایک جیسی شکلیں تو رکھتے تھے لیکن مزاج بالکل مختلف تھے عارض  
خوش مزاج اور ذبال کا مزاج اتنا ہی سنجیدہ تھا۔

عارض دل میں اس کی پریشانی ختم ہونے کی دعا کرتا اٹھ گیا۔ ذبال اس کو جاتے دیکھ کر  
دوبارہ آنکھیں موند گیا۔۔۔

کہتے ہیں کہ نیا دن فی امیدیں لاتا ہے ملک حویلی پر دن کا سورج چڑھا سب لوگ فی امیدوں  
سے جاگے

ڈانگ ہال میں سربراہی کرسی پر دادا سائیں اور ان کے ساتھ والی کرسی پر دادی  
سائیں بیٹھی تھی

دادی سائیں کے ساتھ مومنہ بیگم اور منزہ بیگم تھی۔

اسلام علیکم سیرطھیوں سے اترتے عارض اور مشائے نے بلند آواز میں کہا

نوری ناشتہ لگا و مومنہ بیگم کی آواز سن کر کچن میں کام کرتی نوری کے ہاتھوں میں تیزی آئی  
عارض ذبال اٹھ گیا دادی سائیں نے عارض سے پوچھا

جی اٹھ گیا ہوں ذبال کی رعب دار آواز آئی اور اس نے دادی سائیں اور دادا سائیں سے  
جھک کر پیار لیا  
کہ ہر جا رہے ہو مومنہ بیگم نے ذبال کی تھکی آنکھوں کو دیکھتے کہا

وہ جانتی تھی کہ وہ پچھلے چار سالوں کی طرح سو نہیں سکا ہو گا وہ دن رات اس کی تکلیف کم  
ہونے کی دعا مانگتی تھی

اماں سائیں شہر جا رہا ہوں شام تک لوٹ آؤں گا ذبال جو س کا گلاس پکڑتے بولا

آج تو بہت کمال لگ رہے ہو عارض نے ذبال کو دیکھتے تنگ کیا ذبال جو براون شلوار قمیص پر کالا کوٹ پہنے بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے بہت پرکشش لگ رہا تھا۔

اس طرح کے ڈانسیلاگ اپنی بیوی کے لیے رکھا کر ذبال نے عارض کو فوراً جواب دیا

وہ دن قریب ہی ہے جب کوئی تمہیں بھی سراہے گا اور تم بھی اس کی تعریف کرو گے کسی خوشیوں میں بدل دے گی لیکن سے محبت کا اظہار کرو گے وہ تمہاری ساری تلخیوں کو افسوس تمہاری انا تمہیں اجازت نہیں دے رہی کہ تم اس سے محبت کا اظہار کرو تم تو بس اپنی غلطی کا مداوا کرنا چاہتے ہو

عارض کرسی سے اٹھتے ہوئے ذبال کی آنکھوں میں دیکھتے اسے سچائی سے آگاہ کر رہا تھا ان چار سالوں میں اس بات کا دوبارہ ذکر نہیں ہوا تھا لیکن آج عارض نے ذبال کی بکھری حالت کو دیکھتے ہوئے اسے حقیقت سے آگاہ کیا

ہاں میں اس سے کبھی محبت کا اظہار نہیں کر سکوں گا کیونکہ میں نہیں چاہتا پھر سے کوئی جعفر آرزو مالک کی خاطر کسی کو برباد کرے ذبال رخ موڑے کرب زدہ لہجے میں بولا کسی مالک

ذبال جعفر مالک کے دل میں ہمیشہ سے ہی آرزو مالک تھی مومنہ مالک کبھی کوئی جگہ ہی نہیں بنا پائی اور تمہارے دل میں بھی راسبہ ہے اور کوئی آرزو نہیں داخل ہوگی عارض نے ذبال کو باور کروایا

لیکن ان سب میں میرا کیا قصور تھا ماں پیدا ہوتے ہی چلی گئی میرا کون سا رشتہ میرے پاس رہا عارض ہاتھ پیچھے کرتے کہتا

اس کی بات سن کر ذبال رخ موڑ کر اسے دیکھتا ہے اور بے ساختہ اسے گلے لگاتا ہے تمہارے پاس دو بھائی ہیں اماں سائیں ہیں اور آئندہ کے بعد کبھی اپنے آپ کو سوتیلا مت کہنا ورنہ تمہاری بیوی کے سامنے ماروں گا

ذبال اس سے الگ ہوتے اسے سخت لہجے میں کہتا



ویسے بڑا میں ہوں اور رعب جھاڑنا کوئی تم سے سیکھے عارض مسکراتے ہوئے بولتا

صرف ایک سال بڑے ہو ذبال کہتا باہر کا رخ کر گیا

مشائم جبے آج سے پہلے معلوم نہیں تھا کہ عارض ذبال کا سوتیلا بھائی ہے چھ ماہ پہلے اپنی بے وقوفی کو یاد کرتے اس نے شرمندگی سے سر جھکا لیا

تم کھا کیوں نہیں رہی عارض کرسی پر بیٹھتے مشائم کی خالی پلیٹ کو دیکھتے بولا

مشائم کوئی بھی جواب دیے بغیر وہاں سے اٹھ گئی  
اسے کیا ہوا منزہ بیگم نے پریشانی میں پوچھا

میں دیکھتا ہوں اور عارض ٹرے میں ناشتہ رکھتے کمرے کی جانب بڑھا

مشئی مشئی یار یہ کیا حرکت تھی عارض کمرے میں داخل ہوتے بولا

ناشتے کی ٹرے کو میز پر رکھتے وہ بیڈ پر بیٹھی مشائم کی جانب بڑھا

کچھ پوچھ رہا ہوں عارض بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولا  
وہ عارض مشائم اس کے سینے سے لگ کر روتے ہوئے بولی

کیا ہوا ہے تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ عارض مشائم کے بری طرح رونے پر چونکا

سوری مشائم اس سے الگ ہوتے بولی  
کس بات کے لیے عارض اس کا چہرہ صاف کرتے بولا

وہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ کی ماماتائی امی نہیں ہیں تو میں نے اس دن غصے سے آپ کو  
اتنا کچھ کہہ دیا آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں پلیز مشائم اس کے ہاتھ پکڑتے بولی

تمہیں کس نے کہا میں تم سے ناراض ہوں عارض اس کے ہونٹوں کے اوپر موجود تل کو  
چومتے بولا

تو پھر آپ نے یہ کیوں کہا کہ آپ کے پاس کوئی رشتہ نہیں ہے میں ہوں آپ کے پاس  
اور اب ہماری اولاد بھی تو ہے مشائم ناراض ہوتے بولی

ہاں یہ تو ٹھیک کہا تم نے عارض اٹھتے ٹرے لیے واپس آیا

تو پھر آپ دوسری شادی نہیں کریں گے نا مشائم نے اپنی پریشانی کو کم کرنے کے لیے  
پوچھا

سوچوں گا عارض نے ٹوسٹ مشائم کو پکڑاتے تنگ کرنے والے انداز میں کہا

www.urdu novels mania.com

اس کی بات سن کر مشائم کو نے سرے سے رونا آنے لگا۔

یار مزاق کر رہا ہوں عارض نے اس کا چہرہ دیکھتے کہا

بس تھوڑی موٹی ہوگئی ہو لیکن چلے گا عارض نے خود بھی ٹوسٹ کھاتے کہا

مشائم جاوید چھبیس سالہ خوبصورت لڑکی تھی چھ ماہ پہلے وہ نک چری پینٹ شرٹ پہنے والی آج بالکل مختلف تھی کندھوں تک آتے بال اب تھوڑے بڑے ہو گئے تھے ہونٹوں کے اوپر موجود تل جو عارض ملک کی کمزوری تھی لیکن آج کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ پہلے والی مشائم جاوید ہے کیونکہ اب وہ مشائم جاوید سے مشائم عارض بن گئی تھی

عارض نے مشائم کو بدل دیا تھا وہ پہلے اسے جانتا نہیں تھا لیکن اس کی عادتوں سے وہ آہستہ آہستہ واقف ہوتا چلا گیا

اور اس کو اپنی عادتوں میں ڈھالا۔ عارض ملک کے لیے یہ چھ ماہ چھ سال کے برابر تھے وہ مشائم کو ہر جگہ تلاش کرتا رہا لیکن اس کا دھیان خالہ بی کی طرف نہیں گیا

عارض ملک جعفر ملک کی دوسری بیوی آرزو ملک کی اولاد تھا آرزو ملک عارض کو جنم دیتے ہی دنیا سے چلی گئی۔ عارض ملک ملک حویلی میں نہیں رہتا تھا وہ کام کے سلسلے میں زیادہ تر

شہر ہی ہوتا تھا اور اس نے وہاں ہی اپنا چھوٹا سا گھر لیا ہوا تھا وہاں وہ آرزو ملک کی بہن اپنی خالہ بی کے ساتھ رہتا تھا۔

چھ ماہ پہلے

مشائم تم کدھر جا رہی یو مزہ بیگم نے ٹائٹ پینٹ پر شوٹ شرٹ پہنے اور ڈارک میک اپ میں باہر جاتی مشائم کو روکا

ماما باہر لپچ پر جا رہی ہوں مشائم نے کندھے تک آتے بالوں کو پیچھے کرتے کہا میں نے تم سے کچھ بات کرنی ہے مزہ بیگم نے مشائم کی حرکات کو نظر انداز کرتے کہا ماما آپ نے شادی کی بات کرنی ہے تو آپ نے جس سے بھی کروادیں ہے کروادیں میں کر لوں گی مشائم لا پرواہی سے کہتی چلی گئی

مزہ بیگم نے مشائم کے لیے عارض کا فیصلہ کیا تھا  
آپیا آپ نے لہنگا نہیں لینا کیا صرف دو دن رہ گئے ہیں آپ کی شادی میں رحابہ نے بے فکر مشائم کو دیکھ کر کہا

لہنگے کی کیا ضرورت ہے مشائم نے کندھے اچکاتے کہا

کیا مطلب آپ کی شادی ہے لڑکیوں کو اتنا شوق ہوتا ہے اپنی شادی کا اور ایک آپ ہیں  
رحابہ نے حیرت سے آنکھیں کھولتے کہا

اچھا اور یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ شادی لنگے میں ہی ہو سکتی ہے مشائم نے فون  
پکڑے بے فکری سے کہا

تو پھر آپ نے کیا پہننا ہے رحابہ نے ہارمانتے کہا

یار مجھ سے اتنے بھاری جوڑے نہیں پہنے جاتے اور نکاح کے لیے دستخط اور رضامندی کی  
ضرورت ہوتی ہے اور میں یہ سب پینٹ شرٹ میں بھی کر سکتی ہوں مشائم کے خیالات کو  
سن کر رحابہ کو حیرت کے جھٹکے لگ رہے تھے

منزہ بیگم کے بہت زور دینے کے بعد مشائم نے لال اور نیلے رنگ کا لنگا پہنا اور ڈارک  
میک اپ سے اپنے آپ کو اور خوبصورت بنایا

نکاح کی رسم کے بعد مشائم خاموشی سے عارض کے ساتھ بیٹھ کر شہر والے گھر میں چلی گئی  
یہ واحد دلہن ہوگی جس نے سب کو رلایا ہے اور خود ایک آنسو بھی نہیں بہایا عمار نے رحابہ  
کے کان میں کہا

عارض باہر خالہ بی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا اور رات کو وہ کافی دیر بعد کمرے میں

آیا

دیکھو میں نے یہ شادی اپنی ماما کی وجہ سے کی ہے مجھے شادی کا کوئی شوق نہیں تھا اور تم پلیز مجھ سے کوئی بھی امید نہ رکھنا مشائم عارض کو دروازے پر کھڑا دیکھ کر بولنا شروع ہو گئی عارض بس منہ کھولے اس کی ہمت کو داد دے رہا تھا

صبح عارض کی نیند دروازہ کھٹکھٹانے پر کھولی

مشائم جو عارض کے برابر میں بے خبر سو رہی تھی عارض کی نظر اس کے ہونٹوں کے اوپر موجود تل پر پڑی اور وہ چند لمحے اس کے چہرے کے نقش میں کھویا گیا

خالہ بی اپنے گھر چلی گئی اور اب گھر میں صرف مشائم اور عارض تھے

سنو باہر سے کچھ آڈر کروا کر مجھے بھوک لگی ہے مشائم نے رات میں عارض سے فرمائش کی

تمہیں کھانا بنانا آتا ہے کیا عارض نے فون پر مگن مشائم سے پوچھا

نہیں تو پاگل ہو مجھے کہاں یہ سب آتا ہے مشائم نے مزاق اڑانے والے انداز میں کہا

اب سیکھ لو میں ہر دن باہر کا کھانا نہیں کھا سکتا عارض نے تب کر کہا

اس کی بات سن کر مشائم نے فون سائیڈ پر رکھا اور حیرت سے اسے دیکھا

میری سکن خراب ہو جائے گی اور میک اپ بھی مشائم نے چہرے کو ہاتھ لگاتے کہا

میں تمہیں پارلر لے جاؤں گا اور وہاں سے تمہارا ٹریٹمنٹ بھی کروادوں گا عارض اٹھتے ہوئے بولا

آپ ایسے نہیں کر سکتے مشائے نے دانت چباتے کہا  
 میں سب کچھ کر سکتا ہوں جاو جا کر کھانا بناو عارض مشائے کے چہرے کو دیکھتے بولا  
 مشائے نے بہت جدوجہد سے یوٹیوب سے کھانے کی ریسپی دیکھی اور عارض کے سامنے  
 کھانا رکھا

عارض کو مشائے کی ضدی فطرت کے بارے میں پتا چل گیا تھا اور وہ روز اس سے کوئی نہ  
 کوئی کام کرواتا

آہستہ آہستہ مشائے کو کام آنا شروع ہو گئے اور وہ عارض سے بھی گلنے ملنے لگی تھی  
 سلیم یہ والی فائل دکھاو عارض نے سامنے موجود فائل کی طرف اشارہ کیا

عارض یہ لا کر دو مجھے مشائے نے کمرے سے نکلے تھا  
 سلیم مشائے کو اس حلیے میں دیکھ کر ٹھٹھک گیا عارض اس کو جانے کا اشارہ کرتا اٹھ کر مشائے  
 کے پاس آیا  
 www.urdu novels mania.com

آج کے بعد تم اس حلیے میں باہر نہیں آو گی عارض نے ڈھیلی شرٹ اور ٹراؤزر میں کھڑی  
 مشائے کو اوپر سے نیچے دیکھا

کیوں اب کپڑے بھی تمہاری مرضی کے پہنو مشائے نے تپ کر کہا  
 ہاں سب کچھ میری مرضی سے ہو گا عارض کمرے میں جاتا بولا



ہاں تم سے اور امید بھی کیا رکھی جاسکتی ہے تمہارا باپ بھی تو یہی کام کرتا تھا مشائم کمرے میں عارض کے پیچھے آتی غصے سے بولی

اس کی بات سن کر عارض کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا اور اس کے مشائم کو بازوؤں سے دبوچ کر اپنے قریب کیا اس کی سانسوں کی تپش مشائم کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی وہ پہلی دفعہ عارض کی قربت سے گھبرائی تھی اس نے عارض کے سینے ہر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن عارض اس کی مزاحمت کو نظر انداز کرتا اس کے ہونٹوں پر جھک گیا چند پل سانسوں کا تبادلہ کرنے کر کے بعد عارض اس سے پیچھے ہوا اور مشائم نے غصے سے عارض کی طرف دیکھا

تم بھی اپنے باپ جیسے ہو وہ بھی تمہاری ماں کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے مشائم کہتی وہاں سے مڑنے لگی تو عارض نے اسے بیڈ پر پھینکا جس بات کا علم نہ وہ بات نہیں کرنی چاہیے عارض مشائم کے روکنے کے باوجود اس پر اپنا حق جما تا گیا اور وہ اپنا آپ اسے سونپ گئی

صبح عارض کو مشائم کہیں نہ ملی کمرے میں ڈریسر کے پاس اسے ایک نوٹ ملا کل رات تم نے مجھ پر اپنا حق جما کر اپنی مردانگی کا ثبوت دے دیا ہے میں تمہیں اس کے لیے کبھی معاف نہیں کروں گی مجھے ڈھونڈنے کی کوشش مت کرنا

مشائم جاوید۔۔۔

مشائم وہاں سے خالہ بی کے گھر چلی گئی اور تھوڑے دنوں بعد اسے اپنے پریگنٹ ہونے کا پتا چلا اور اس نے خالہ بی سے وعدہ لیا تھا کہ وہ عارض کو اس بارے میں کچھ نہیں بتائیں گی عارض نے مشائم کو بہت ڈھونڈا لیکن وہ اسے کہیں بھی نہیں ملی تھی۔۔۔

اٹھ گئی ہو منزہ بیگم نے کرسی پر بیٹھتی رحابہ سے کہا  
جی ماما اچھا ناشتہ تو دیں رحابہ آرڈر کرتے بولی  
اتنی جلدی ہوتی ہے تو پہلے اٹھ جایا کرو منزہ بیگم ڈانٹتے ہوئے بولی  
اچھا کل سے جلدی اٹھوں گی رحابہ نے پڑاٹھا پکڑتے کہا  
کہتی ہو جلدی اٹھ جاؤں گی دادی سائیں کی آواز اس کے کانوں میں پڑی یہی ہاں ہر دن تم  
دادی سائیں آپ فکر کیوں کرتی ہیں اب آپ آپیا کی فکر کیا کریں رحابہ نے صوفے پر بیٹھی  
دادی سائیں کو آنکھ مارتے کہا  
رحابہ مالک اکیس سالہ نرم اور خوش مزاج ملک حویلی کی رونق تھی کمر تک آتے سلکی بال  
شلوار اور شوٹ کرتے میں وہ ہر دفعہ کی طرح فریش تھی۔

منزہ بہو اس کی حرکتیں دیکھو آنکھیں مار رہی ہے خدا کا کوئی خوف نہیں ہے آج کل کی اولادوں کو دادی سائیں نے کانوں کو ہاتھ لگاتے کہا وہ شیطان کا شیلہ کہاں ہے مومنہ بیگم کچن سے نکلتے بولی ادھر ہوں عمار ان کے گالوں کو چومتے بولا عمار مالک بائیس سالہ خوش مزاج ہنس مکھ ملک حویلی کی دوسری رونق تھا بھوری آنکھیں ٹھوڈی پر گھڑا سلکی بال اس کو اور پرکشش بناتے تھے

عمار تم کب سدھرو گے کچھ ذبال سے ہی سیکھ لو مومنہ بیگم عمار کو ناشتا دیتے بولی ماما وہ سردار ذبال ملک ہے جس سے ہر کوئی خوف کھاتا ہے اور میں عمار ملک ہوں جس سے سب محبت کرتے ہیں عمار نے جوس کا گلاس لبوں سے لگاتے کہا جس نے سب کو تنگ کیا ہوا ہے اور سب اس سے تنگ ہیں عارض نیچے آتے بولا یار بھئیو ایسا نہ کہا کریں میرا نازک دل دکھ جاتا ہے عمار دل پر ہاتھ رکھتے بولا بڑا نازک تم دونوں پڑھنے کیوں نہیں جا رہے مشائم کرسی پر بیٹھتے بولی آپیا چھٹیاں ہیں رحابہ نے منہ بناتے کہا آجائے تب تک عارض نے پلان بتایا بھی ذبال اچھا یار آج شام کو باہر چلیں

ججوجم تو جاسکتے ہیں لیکن بھیسو سے کوئی امید نہ رکھیں رحابہ نے عارض کو باور کروایا یہ ججوجکیا ہے میں بھی تمھارا بھیسو ہوں آئندہ نہ یہ لفظ بولنا عارض رحابہ کو ڈانٹتے بولا اچھا نہیں بولتی رحابہ شرمندہ ہوتے بولی

راسبہ چلو یار شاپنگ پر چلیں رمیزہ نے کمرے میں آتے کہا

آپ چلی جاؤ مجھے نہیں جانا مجھے آسا ٹمنٹ پوری کرنی ہے راسبہ نے کتابیں پکڑتے کہا  
طلال کہہ رہے ہیں آسا ٹمنٹ ہو جائے گی پوری  
رمیزہ نے کتابیں رکھتے کہا

میرادل نہیں کر رہا رمیزہ راسبہ نے اس کی ضد کو دیکھ کر کہا

ہر دفعہ یہی کہتی ہو پلیز رمیزہ نے التجا کرتے کہا  
رمیزہ مجبوریاں انسان کے شوق کھا جاتی ہیں اور میں اب یہ شوق نہیں رکھتی راسبہ نے نمکجے  
اپنا تے کہا

اس کی بات سن کر رمیزہ ہر دفعہ کی طرح لاجواب ہو گئی تھی اور کچھ کہے بغیر کمرے سے چلی  
گئی

راسبہ کدھر ہے کمرے سے منطقی رمیزہ کو دیکھ کر تلال نے پوچھا

وہ نہیں جانا چاہتی طلال ماضی کو بھلانا اتنا آسان نہیں ہوتا وہ سائے کی طرح ہمارے ساتھ رہتا ہے رمیزہ نے طلال کو دیکھتے کہا

چلیں راسبہ نے ہال میں کھڑے طلال اور رمیزہ کو دیکھتے کہا

اب میں آپ دونوں کو ناراض تو نہیں کر سکتی تھی نہ راسبہ نے ان کی حیرت کو دیکھتے کہا

چلو طلال ان دونوں کو کہتے باہر چل پڑا

فاروق آج میٹنگ جس مال میں رکھی ہے وہاں سب دیکھ لینا کچھ گڑبڑ نہ ہو ذبال نے فون پر سیکرٹری کو اطلاع دیتے کہا

جی سر میں نے سب دیکھ لیا ہے بس آپ کا انتظار ہے فاروق نے ذبال کو تسلی دی

مال کے سامنے گاڑی روکے وہ تیزی سے اتر کر اندر کی طرف بڑھا

میٹنگ ایریا میں جاتے ہی ذبال کی نظر سامنے فوڈ ایریا میں طلال رمیزہ اور راسبہ پر پڑی

وہ چند لمحوں کے لیے پوری طرح ساکت ہو گیا

وہ نہیں جانتا تھا کہ جس کے پیچھے وہ چار سالوں سے خوار ہو رہا ہے وہ اس کے اپنے دوست کے ساتھ ہے

جس سے معافی مانگنے کے لیے اماں سائیں کتنا بے چین ہیں

وہ خود اس سے ملنے کے لیے کتنا بے قرار تھا وہ آج اسے اچانک یوں مل جائے گی

سر سر فاروق کی آواز سن کر وہ حوش کی دنیا میں واپس آیا

سر میٹنگ کا ٹائم نکل رہا ہے فاروق نے بے چین ذبال کو یاد کروایا

کینسل کر دوں ذبال نے فاروق کو دیکھتے سر و گجے میں کہا

لیکن سر کہا ہے نہ سمجھ نہیں آئی ذبال نے غصے میں کہا

جی سر فاروق نے اپنے بوس کے غصے کو دیکھتے کہا

اس میٹنگ کے لیے وہ کب سے انتظار کر رہے تھے پھر یوں اچانک پتا نہیں بوس کو کیا ہو

گیا فاروق نے ذبال کے جاتے اپنے کو لیگ کو بتایا

ذبال ان کے پیچھے جانے کے لیے نکلا تھا لیکن مال سے نکلتے طلال گاڑی میں سوار ہو کر

نکل پڑا تھا

www.urdu novels mania.com

ذبال ملک آج یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھا اور سپیڈ بڑھا

کر

کسی طرح ان کے پیچھے تک پہنچ ہی گیا

گھر کے تھوڑے فاصلے پر گاڑی روکے وہ ان کے اندر جانے کا انتظار کرنے لگا

۔ طلال رمیزہ اور راسبہ کے اندر جاتے ہی وہ گاڑی سے اتر اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ گیٹ تک پہنچا

بیل پر ہاتھ بڑھاتے ہی ذبال کی ڈھرکن تیز ہو گئی  
رمیزہ دیکھنا کون آیا ہے طلال نے رمیزہ کو آواز دی  
جیسے جیسے رمیزہ دروازے کے قریب آرہی تھی  
ویسے ہی ذبال کی بے چینی بڑھ رہی تھی

جی رمیزہ نے دروازہ کھولتے ہی کہا ہے اور وہ پلکے جھپکائے بغیر اپنے سامنے ذبال ملک کو پورے چار سال بعد دیکھ رہی تھی

اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ایک روز ذبال اس طرح ان کے دروازہ پر آکھڑا ہوگا  
رمیزہ ملک ایکس سالہ گوری رنگت والی ملک حویلی کی سب سے لاڈلی بیٹی تھی بھوری  
آنکھیں بھورے ہی گھٹنوں تک آتے بال مناسب سرپا فراک اور چوڑی دارپا جامہ میں  
رمیزہ ملک ذبال کو کہیں سے بھی چار سال پہلے والی رمیزہ نہیں لگی۔

کون آیا ہے رمیزہ طلال رمیزہ کے پیچھے دروازے تک آیا اور سامنے ذبال کو دیکھ کر اس کے قدم وہی ساکت ہو گئے

طلال چوہدری اٹھائیس سالہ جوان مرد جس کی ہنستے ہوئے آنکھیں چھوٹی ہو جاتی تھی پینٹ شرٹ اور ہلکی پھلکی ڈارھی میں وہ ذبال ملک کا بچن کا دوست تھا۔

بھیور میزہ اپنی حیرت کو کم کرتے ذبال کے گلے لگ گئی

اس کے گلے لگتے ہی ذبال نے اس کے بالوں کو چوما

کیسی ہو میری گڑیا ذبال اسے الگ کرتے بولا

والوں سے مل رہی تھی خوشی سے بول بھی نہ گھر ٹھٹھیک رمیزہ جواتنے عرصے بعد اپنے پانی

طلال آگے آتے ذبال کے گلے لگا وہ ان سالوں میں اس سے کوئی اختلاف نہیں رکھ پایا  
رمیزہ یہ آپ کا ہے راسبہ نے ہال میں آتے رمیزہ کو پکارا اور اپنے سامنے ذبال کو دیکھ کر  
وہ پوری طرح جامد ہو گئی تھی

راسبہ بلال گندمی رنگت پر کشش سیاہ آنکھوں والی دہلی پتلی مناسب قد بائیس سالہ پرکشش  
لڑکی تھی اس کے پتلے ہونٹ اور سیاہ بال اسے منفرد بناتے تھے شلوار قمیض میں وہ آج  
دوبارہ سے ذبال ملک کے سامنے تھی

راسبہ ذبال اس کی طرف بڑھا



راسبہ جو ذبال کو اپنا وہم سمجھ رہی تھی اس کو حقیقت جان کر حوش و حواس سے بے گانہ ہو گئی

راسبہ ذبال نے اسے زمین بوس ہونے سے پہلے تھام لیا اور اس کا چہرہ تھپکانے لگا  
 راسبہ رمیزہ اس کے پاس آتے بولی ذبال اسے کمرے میں لے جاو  
 طلال کی بات سن کر ذبال راسبہ کو بازوؤں میں اٹھائے کمرے میں لایا  
 طلال نے ڈاکٹر کو فون ملایا انہیں کسی چیز کا شوک لگا ہے تھوڑی دیر تک حوش آجائے گا  
 ڈاکٹر نے راسبہ کا معائنہ کرنے کے بعد بتایا  
 میں راسبہ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں ڈاکٹر کے جانے کے بعد ذبال نے طلال اور  
 رمیزہ کو بتایا

اس کی بات سن رمیزہ اور طلال نے ایک دوسرے کو دیکھا  
 بھو وہ نہیں جائے گی رمیزہ اس کے پاس آتے بولی  
 رمیزہ اماں سائیں تمہیں اور راسبہ کو بہت یاد کرتی ہیں پلیز اسے منا و اماں سائیں اس سے ملنا  
 چاہتی ہیں ذبال نے رمیزہ کے ہاتھوں کو تھامتے کہا  
 ذبال ہم اس سے بات کریں گے اگر وہ مان گئی تو تم کل اس وقت دوبارہ آ جانا طلال نے  
 سخت کجھ اپناتے کہا

ذبال کوئی بھی جواب دیے بغیر وہاں سے چلا گیا  
 حوش میں آنے کے بعد راسبہ اپنے ساتھ ہوئے واقع کو سوچتی رہی  
 ذبال ملک کا یوں سامنے آجانا اس کے لیے شوک سے کم بات نہ تھی  
 راسبہ آجا کوکھانا کھائیں رمیزہ نے کمرے میں آتے اسے اطلاع دی  
 رات کے کھانے میں طلال رمیزہ اور راسبہ موجود تھے  
 راسبہ رمیزہ نے کھانے اسے دیتے کہا  
 جی راسبہ نے سادہ کچے میں کہا  
 وہ بھینچا ہتے ہیں کہ تم اور میں حویلی چلیں ان کے ساتھ رمیزہ طلال کو کھانا پیش کرتے بولی  
 اس کی بات سن کر راسبہ نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا  
 میں نہیں جاؤں گی راسبہ نے دو ٹوک انداز میں کہا  
 راسبہ ایک دفعہ مل تو لو ہم ہیں نہ تمہارے ساتھ رمیزہ نے زور ڈالتے کہا  
 رمیزہ آپ کا گھر ہے آپ جاسکتی ہو مجھے نہیں جانا میں دوبارہ سے اس جہنم میں نہیں  
 جاسکتی راسبہ نے روتے ہوئے کہا  
 راسبہ وہ آپ کا بھی گھر ہے رمیزہ نے اسے باور کروایا

تمہارے بھائی نے مجھ سے چھین لیا اس نے مجھے جوتھا وہ نہیں ہے وہ میرا گھر میرا گھر  
بے گھر کر دیا راسبہ چیختے ہوئے بولی

راسبہ ایک موقع تو دے سکتی ہونہ وہ بدل گئے ہیں رمیزہ نے اس کے پاس آتے بولا  
طلال جو اس ساری گفتگو میں خاموش تھا۔

رمیزہ آپ اسے مجبور کیوں کر رہی ہیں وہ نہیں جانا چاہتی تو آپ بار بار ان پر دباومت ڈالیں  
طلال نے روتی راسبہ کو دیکھتے کہا

لیکن ایک دفعہ ساتھ جانے میں کیا حرج ہے رمیزہ نے دوبارہ اپنا موقف دیا  
آپ کو ایک بات کی سمجھ نہیں آرہی کہ وہ نہیں جانا چاہتی تو آپ کیوں اسے بار بار مجبور کر  
رہیں ہیں تلال نے غصے میں بلند آواز میں کہا

اس کی آواز سن کر راسبہ اور رمیزہ دونوں کانپ گئی  
راسبہ آپ جانا چاہتی ہیں تو جانیں لیکن نہیں تو کوئی زبردستی نہیں ہے اور رمیزہ اب آپ  
مجھے دوبارہ اس موضوع پر بات کرتی نظر نہ آو تلال کہتا وہاں سے کمرے میں چلا گیا  
اس کے جاتے ہی راسبہ اور رمیزہ اپنے کمروں میں چلے گئی

میں چلی جاؤں گی اگلی صبح راسبہ نے بتایا

اس کی بات سن کر رمیزہ کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا  
 راسبہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے نا طلال نے دوبارہ تقشیش کی  
 میں نہیں چاہتی کہ آپ دونوں میں میری وجہ سے کوئی بھی تلخی ہو آپ دونوں میرے  
 لیے بہت خاص ہو اللہ نے مجھے بھائی اور اتنی پیاری بہن سے نوازا ہے راسبہ نے رمیزہ کی  
 خوشی کو دیکھتے کہا

راسبہ چلو بھینچ آگے ہیں رمیزہ نے گھنٹی کی آواز سن کر کہا اور وہ باہر کی طرف چل پڑی  
 آپ فکر نہ کریں وہ ابھی تھوڑا غصہ ہے لیکن وہ ضرور مان جائے گی آپ کو میں نے کل پہلی  
 بار اتنا غصے میں دیکھا تھا آپ اسے منالیا گا راسبہ طلال کو دیکھتے بولی  
 ہاں کل میں نے کچھ زیادہ ہی غصہ کر لیا۔ راسبہ اگر کوئی بھی مسئلہ ہو مجھے لازمی بتانا  
 میں ہر قدم پر تمہارے ساتھ ہوں طلال راسبہ کے ساتھ چلتے اسے بتانے لگا  
 جی راسبہ نے دروازے کے باہر نکلتے کہا  
 فبال اور رمیزہ آگے بیٹھے تھے راسبہ بھاری قدم اٹھاتے گاڑی تک آئی اور بیک دروازہ  
 کھول کر اندر بیٹھ گئی

اللہ میری دھی کو بھی بڑی گاڑیوں میں بٹھائے گا گاڑی میں بیٹھتے راسبہ کو اماں کی بات یاد آئی

کاش اماں آج آپ ہوتی تو دیکھ سکتی آپ کی دھبی بڑی گاڑی میں بیٹھ گئی ہے راسبہ نے  
دل میں اماں کو پکار کر کہا

گاڑی میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد رمیزہ کی آواز آتی وہ تو جیسے چار سالوں کی ساری باتیں  
کرنے کا سوچ کر آئی تھی

راسبہ اور ذبال تو بس اس کی باتیں سن رہے تھے  
سنگل پر رکتے ذبال کی نظر پیچھے بیٹھی نیلے سوٹ اور کالی چادر کو خود سے اچھے سے ڈھانپے  
راسبہ پر پڑی۔

اس کی سیاہ آنکھوں میں الگ ہی چمک تھی اور اس کا گندمی رنگ بھی چمک رہا تھا  
خود پر کسی کی نظروں کو محسوس کرتے راسبہ نے ذبال کو دیکھا تو ذبال نے فوراً نظروں کا رخ  
بدل لیا

گاؤں کی حدود میں داخل ہوتے راسبہ کو اپنے بچپن اور اماں کے ساتھ گزارے واقعات یاد  
آنے لگے

حویلی کے سامنے گاڑی رکتے ہی راسبہ کو چار سال پہلے مناظر یاد آنے لگے  
ذبال باہر نکل کر کھڑا ہوا اس کے ساتھ رمیزہ بھی نکلی

راسبہ اپنی دل کی ڈھرکن کو قابو کرتے جو خوف کی وجہ سے بڑھ رہی تھی مشکل سے باہر نکلی

راسبہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے رمیزہ اور ذبال کے پیچھے چلی

ڈانگ ہال میں داخل ہوتے ہی مومنہ بیگم کی نظر رمیزہ ہر پڑی  
رمیزہ میری گریٹا مومنہ بیگم رمیزہ کو دیکھ کر روتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی  
ماما میں نے آپ کو بہت یاد کیا رمیزہ ان سے الگ ہوتے بولی  
رمیزہ چار سالوں بعد دادا دادی سائیں عمار عارض رحابہ سے مل رہی تھی  
اس سب میں وہ راسبہ کو دیکھنا بھول ہی گئے تھے  
جوا بھی تک دروازے کے پاس کھڑی ان سب کو دیکھ رہی تھی  
راسبہ مومنہ بیگم اس کے پاس آتے بولی  
ان کے قریب آتے ہی راسبہ نے اپنی چادر کو مٹھیوں میں جکڑ کیا  
وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی  
آئیں۔ وہ راسبہ کو لیے صوفے کے پاس  
ہمیں معاف کر دوں بیٹا ہم آپ کے گناہ گار ہیں دادی سائیں اٹھ کر بولی  
مجھے معاف کر دو راسبہ مومنہ بیگم اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے بولی

نہیں آپ بڑی ہیں اماں سائیں میں نے آپ کو معاف کر دیا ہوا یہ راسبہ نے آنسوؤں کو روکے مشکل سے کہا

تم سچ کہہ رہی ہونا راسبہ رمیزہ راسبہ کے ہاتھ پکڑے خوشی سے بولی  
ہاں راسبہ نے نظریں ملائے بغیر کہا وہ اپنے دل کی کیفیت اس حویلی کے لوگوں پر واضح  
نہیں کر سکتی تھی

بیٹا آپ سے کوئی ملنا چاہتا دادا سائیں اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے  
جاو عمار لے کر جاو بھابی کو عمار جو راسبہ کو پہنچانے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ وہی چار سال  
سے پہلے والی راسبہ

جی آئیں بھابی راسبہ عمار کے ساتھ چلتی حویلی سے دو گھر چھوڑ کر ایک گھر کے سامنے رکی  
بھابی جانیں اندر عمار دروازہ کھول کر چلا گیا

راسبہ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا  
اماں راسبہ دوڑ کر ساجدہ بیگم کے گلے لگی

بہت دیر دونوں ماں بیٹی رو کر اپنا دل کا بوجھ ہلکا کرتی رہی

اماں مجھے لگا آپ راسبہ کچھ بولتے رکی اور اماں کا چہرہ چوم کر خود کو یقین دلوا رہی تھی

راسبہ ماشاء اللہ کتنی بڑی ہو گئی ہو ساجدہ بیگم نے بڑھتی جسامت کو دیکھ کر کہا

اماں میں بہت خوش ہوں اب میں آپ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گی اور آپ کو وہ ہر چیز لے کر دوں گی جس کے لیے آپ ترستی تھی راسبہ ان کی گود میں سر رکھتے بولی نہ دھی مجھے کہیں نہیں جانا میں ادھر ہی ٹھیک ہوں مجھے میری دھی مل گئی اب کچھ نہیں چاہیے ویسے بھی چھوٹے سائیں کے مجھ پر بہت احسانات ہیں ساجدہ بیگم راسبہ کے بالوں میں ہاتھ چلاتے بولی

ذبال کا نام سن کر راسبہ کے چہرے پر سایہ آیا  
اماں ہمیں ان کے احسان لینے کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے میں اب خود کما سکتی ہوں  
راسبہ نے گود سے سر اٹھاتے کہا  
نہیں نہیں دھی ہم چاہ کر بھی چھوٹے سائیں کے احسان نہیں چکا سکتے مجھ پر چھوٹے سائیں کا بڑا کرم ہے ساجدہ بیگم نے راسبہ کو سمجھایا  
اماں نفرت کرتی ہوں جس نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا راسبہ نے ہچکی لیتے کہا وہ  
تمہارے سر کا سائیں ہے اسے کے دم سے ہی تمہاری عزت ہے ساجدہ بیگم نے  
افسوس سے کہا

سر کے سائیں سب کے سامنے عزتوں اور رشتوں کا تماشہ نہیں بنواتے راسبہ نے  
گزرے پلوں کو یاد کیا



اللہ تجھیں تیرے صبر کا صلہ ضرور دے گا ساجدہ بیگم نے اس کی ضد دیکھ کر دعا دی  
 اماں کبھی بجھار صبر کے زیادہ گھونٹ آئندہ کے لیے زہر بن جاتے ہیں اور وہ زہر آہستہ  
 آہستہ آپ کو ختم کر دیتا ہے راسبہ نے ٹرانس کی کیفیت میں کہا  
 اس کی باتیں سن کر ساجدہ بیگم نے ہاتھ اٹھا کر اس کی خوشیوں کی دعا کی جو اسے جلد یا برید مل  
 ہی جائیں گے

چار سال پہلے

رہا اسی ذرا یہ دھاگہ ڈال جا مشین میں ساجدہ بیگم نے کام کرتی اٹھارہ سالہ راسبہ کو پکاڑا  
 آئی اماں راسبہ جھاڑو پھینکتی صحن میں موجود  
 چھوٹے سے کمرے میں گئی  
 لائیں اماں جب میں پڑھ کر کام پر لگوں گی نہ تو آپ کی ہر خواہش کو پورا کروں گی راسبہ نے  
 دھاگہ ڈالتے کہا

اللہ تیرے نصیب اچھے کرے ساجدہ بیگم نے مسکرا کر کہا  
 اماں نصیب کیوں راسبہ نے حیران کن ہوتے پوچھا

ارے پگلی جب نصیب اچھے ہوں گے تو سب کچھ مل جائے گا ساجدہ بیگم نے اس کے سر پر چیت لگاتے کہا

اماں پیسے ہیں راسبہ نے ڈوپٹہ لیتے کہا  
کیوں ساجدہ بیگم مشین کو چلانے لگی

اماں گجرے لینے ہیں پچھلی دفعہ بھی نہیں لیے راسبہ نے دکھی ہو کر بتایا  
ساجدہ بیگم جانتی تھی کہ راسبہ کو گجرے کتنے پسند ہیں۔ دھی اگر پیسے دے دیے تو رات کو  
کیا کھائیں گے ساجدہ بیگم نے نم آواز میں کہا

بلال اور ساجدہ کو اللہ نے ایک رحمت سے نوازا تھا وہ لوگ غریب تھے اور گاؤں میں ایک  
چھوٹے سے گھر میں رہتے تھے جس کا پینٹ جگہ جگہ سے اتر ا ہوا تھا اور پچھت بھی تپکتی تھی  
پتا نہیں کب تمہارے اباں کا قرض اترے گا تو ہمارے گھر کے حالات ٹھیک ہوں  
گے ساجدہ بیگم نے سر د آہ بھرتے کہا

سیدھے خدا کے لیے اس دفعہ معاف کر دیں اگلی دفعہ رقم دگنی دے دوں گا بلال صاحب سیدھے  
کرامت کے آگے التجا کر رہے تھے

بلال صاحب کی بربادی اس دن شروع ہوئی تھی جب انہوں نے موٹر سائیکل اور ٹریکٹر لینے  
کے لیے سیدھے آگے ہاتھ پھیلائے

نہ نہ اب میں اپنے طریقے سے رقم نکلواں گا سیٹھ اٹھتے ہوئے بولا  
تمھاری ساری رقم معاف ہو جائے گی اگر تم نے ملک جعفر کو مار دیا کرامت سیٹھ اپنا منصوبہ  
بتاتے بولا

نہیں نہیں سیٹھ میں بڑے سائیں کو نہیں مار سکتا بلال صاحب گر گراتے ہوتے بولے  
ٹھیک ہے پھر اپنی بیٹی کو میرے حوالے کر دو میں تمھارے سامنے اسے بیوی کا درجہ  
دوں گا سیٹھ کی باتیں سن کر بلال صاحب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے  
اگر میری ملک کو مارنے کی پیشکش قبول ہے تو کل پرانی حویلی آ جانا

اگلے دن بلال صاحب مرتے مرتے پرانی حویلی پہنچے  
ملک جعفر اس حویلی کو تبدیل کروا کر سکول بنوانا چاہتے تھے  
لیکن اس دن ان کی زندگی کا آخری دن تھا

ملک جعفر گاڑی سے باہر نکلے اور ان کے سینے میں تین گولیاں لگنے سے زمین پر گر گئے  
ملک جعفر کو گولی مارنے کے بعد سیٹھ نے ہکا بکا پستول پکڑے بلال صاحب کو بھی گولیوں  
سے چھلنی کر دیا

اس سالے سے نہیں ہو پانا تھا۔ جا کر خبر پھیلا دو بلال نے ملک کو مار دیا ہے اب گدی میرے پاس آئے گی

اس کے بیٹوں کو کوئی شوق نہیں ہے سرداری کا سیٹھ نے ہاتھ جھارتے کہا  
ملک حویلی میں ملک جعفر کی وفات نے سب کو ہلادیا  
فیصلے کے لیے جرگہ بٹھایا گیا

انور ملک نے سرداری ذبال ملک کو سونپی  
راسبہ اور ساجدہ بیگم کا رو کر برا حال تھا  
ہمیں خون بہا چاہیے انور ملک نے اعلان کیا

خون بہا کا سن کر ساجدہ بیگم روتے انور ملک کے پاؤں پڑ گئی  
بڑے سائیں رحم کریں میرے پاس کون سا رشتہ باقی رہ جائے گا  
جاوید جاو مولوی کو بلاؤ نکاح ابھی ہوگا انور ملک نے ساجدہ بیگم کی التجا کو ان سنی کر دیا  
ذبال کے سینے میں اپنے باپ کو کھونے کا درد بڑھا ہوا تھا  
وہ اسے ونی بنا کر اماں اور دادی سائیں کا دکھ کم کر سکتا تھا  
راسبہ بلال آپ کو ذبال ملک سے نکاح قبول ہے  
اللہ میری دھی کا نصیب اچھا کرے

ق قبول ہے اور وہ راسبہ بلال سے راسبہ ذبال بن گئی  
 اس کی زندگی کا نیا دور شروع ہو گیا تھا  
 چل لڑکی جاوید ملک کی آواز آئی  
 راسبہ تھکے تھکے قدم اٹھاتے ساجدہ بیگم کے پاس آئی  
 اماں میرا نصیب وہ ان کے گلے لگ کر روتے ہوئے کہہ کر آگے بڑھ گئی

راسبہ ملک حویلی کو پہلی بار دیکھ رہی تھی  
 اس کو لان میں بت بنے کھڑے دیکھ کر ذبال تیش سے اس کے پاس آیا اور بازو سے پکڑ  
 کر اندلے کر گیا  
 ہال میں صوفے پر دادی سائیں مومنہ اور منزہ بیگم تھیں  
 ذبال نے راسبہ کو لا کر فرش پر دھکا دیا  
 یہ لیں اماں سائیں بابا سائیں کے قاتل کی بیٹی  
 مومنہ بیگم اٹھی اور ایک زور سا تھپڑ راسبہ کے گال پر رسید کیا  
 راسبہ جو اس حملے کے لیے تیار نہ تھیں حیرت سے مومنہ بیگم کو دیکھتی

تیرے باپ کو کیا ملا میرا سہاگ اجاڑ کر میرے چھوٹے چھوٹے بچے اسے کیوں نہیں نظر آئے

مومنہ بیگم اس کے چہرے کو تھپڑوں سے لال کرتے چیخ رہی تھیں  
 راسبہ جس کو آج تک کسی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا اتنی مار کھانے کے بعد ڈھ سے گئی  
 کسی کو مار کھاتے دیکھ کر عمار اور رمیزہ کمروں سے باہر نکلے  
 اور افسوس سے ذہال کو دیکھنے لگے جو خاموشی سے اسے مار پڑتے دیکھ رہا تھا  
 نوری جا اسے سٹور میں بند کر دے

ٹھنڈ محسوس ہونے کی وجہ سے راسبہ کو حوش آیا  
 اور خود کو ایک چھوٹے سے کمرے میں دیکھ کر وہ رونے لگی اور اپنی قسمت پر ماتم کرنے  
 لگی

اماں سائیں یہ غلط ہے اگر ہمارے بابا سائیں کو مارا گیا ہے تو اس لڑکی کا بھی تو باپ چلا گیا  
 عمار مومنہ بیگم سے بحث کر رہا تھا

تم ابھی چھوٹے ہو ان مسائل میں نہ پڑو دادا سائیں کی آواز آئی

واہ دادا سائیں میں چھوٹا ہوں آپ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے آپ لوگ تو بڑے ہیں نہ عمار نے  
 طنز یہ کہا

دو دن بعد راسبہ کو کمرے سے باہر نکالا۔ ان دو دنوں میں اسے کچھ بھی کھانے کو نہیں دیا گیا تھا وہ ہر وقت مرنے کی خواہش کرتی

لیکن قسمت اس کا ساتھ نہیں دے پا رہی تھی

چار ماہ شدید سردی میں راسبہ سے جانوروں کی طرح کام کروایا جاتا اگر کوئی غلطی ہو جاتی تو دادی سائیں اور مومنہ بیگم شدید سردی میں کھوتا پانی اس پر ڈال دیتی

سردی میں بارش میں کھڑا کر دیتی

راسبہ چھوٹی چھوٹی غلطیاں کرنے سے بھی پرہیز کرتی

اس کو کھانا نہ دیتی اور اس کو اچھوت سمجھتی

اگر وہ غلطی سے کوئی برتن چھو لے تو اسے اس سے ہی مارتی

راسبہ رات کو کونے میں دبک کر رونے کے علاوہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی

عمار اور رمیزہ اس سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن ان کو کبھی موقع نہ مل سکا

ذبال کا اس کا اس دن کے بعد کوئی سامنا نہ ہوا

سنو راسبہ ہال کی صفائی میں مصروف تھی جب عمار کی آواز آئی

آپ کا نام کیا ہے عمار نے اس سے پوچھا  
 راسبہ جو گندھے کپڑوں اور چادر میں تھی عمار کی آواز سن کر پیچھے کو ہوتی  
 آپ ڈریں مت عمار اس کے پاس آتے بولا  
 کیا کر رہے ہو عمار تم ذبال کی آواز سن کر عمار نے سیڑھیوں سے اترتے ذبال کو دیکھا  
 اس سے کیا پوچھ رہے ہو یہ لڑکی نے ہی اسے بلایا ہے عمار کے بولنے سے پہلے ہی منزہ  
 بیگم بول پڑیں

کیا بول رہی ہیں آپ چچی عمار نے آنکھوں کو پھاڑے کہا  
 بھو نوری نوری عمار کی بات بچ میں ہی رہ گئی  
 اور ذبال نوری کو بلانے لگا

جاو لو ہا گرم کر لاو ذبال کی بات سن کر عمار اور راسبہ نے حیران کن نظروں سے اسے دیکھا  
 بھو بات تو سنیں عمار اب تم کچھ بھی نہیں بولو گے  
 ذبال کی گرج دار آواز سے رمیزہ مومنہ بیگم اور داری سائیں باہر آئے  
 ذبال راسبہ کی طرف بڑھا اور اس کو بالوں سے دبوچ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارنے لگا



جس گھر میں رہتی وہاں ہی نظر گندی کرتی ہے بدکردار ذباں نے اسے دھکا دے کر فرش پر پھینکا

نوری نے لوہالا کر ذباں کو دیا  
لوہے کو دیکھ کر راسبہ پیچھے کوہونے لگی  
نہیں خدا کا خوف کریں اماں نہیں مجھے درد ہوگا راسبہ نے کانپتے ہوئے کہا  
ذباں نے آگے بڑھ کر وہ لوہا راسبہ کے کندھے پر رکھ دیا  
کھوتا لوہا کندھے پر رکھتے ہی ملک حویلی میں راسبہ کی چیخیں گونج اٹھی  
لیکن وہاں سب بے بس تھے

ذباں راسبہ کو وہاں چھوڑنا کمرے میں چلا گیا  
نوری راسبہ کے بے ہوش وجود کو اٹھا کر اسی کمرے میں لے گئی  
بس بہت ہو گئی اب اور نہیں ہم اس کو یہاں سے دور بھیج دیں گے رمیزہ نے عمار سے کہا  
بھیا اور اماں سائیں اسے مار دیں گے ورنہ ہاں چلو  
لیکن مجھے پتا چلا ہے کہ اس لڑکی کی والدہ گھر نہیں ہے  
عمار نے تھوڑے دیر پہلے ملنے والی معلومات بتائی

عمار اور رمیزہ رات کے آخری پہر میں راسبہ کے کمرے میں آئے  
 راسبہ جوا بھی بھی تکلیف کے زیر اثر تھی کسی کی آہٹ سن کر اس نے آنکھیں کھولنے کی  
 کوشش کی

نہیں خدا کے لیے اب نہیں راسبہ روتے ہوئے بول رہی تھی  
 دیکھو ہم آپ کو یہاں سے نکالنے آئیں ہیں آپ کو کہیں اور جگہ جانا ہوگا ورنہ بھو آپ کو  
 مار دیں گے رمیزہ اس کے ہاتھوں کو تھامے اسے سمجھانے لگی  
 اور راسبہ بس ہاں میں سر ہلانے لگی

آپ کو بس اس گاؤں سے دور جانا ہے عمار نے راسبہ کو آگاہ کیا  
 میں اکیلے کیسے جاؤں گی مجھے میری اماں سے ملو اور راسبہ نے اٹھتے کہا اور رد کی ٹیپیں اس  
 کے جسم سے گزری

وہ آپ کی اماں نہیں ہیں عمار نے سر جھکائے کہا

کدھر ہیں وہ راسبہ نے آنسوؤں کو بہاتے کہا

وہ فوت یہ لفظ سیسیہ کی طرح راسبہ کے کانوں میں پڑا آپ بس جائیں صبح ہوگی تو جانا  
 ناممکن ہو جائے گا۔۔۔

حال

حویلی میں رمیزہ کے آنے کی خوشی میں دعوت رکھی گئی تھی

طلال اور اس کے والدین کو بھی بلایا تھا لیکن اس کے والدین کی فلائٹ میں تاخیر ہوگئی تھی جس کی وجہ سے وہ لوگ نہیں آ سکے۔

اماں چلیں راسبہ جو سبز سوٹ میں چادر لیے آئی

کدھر جانا ہے نہ بابا حویلی کے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا میں نہیں کر سکتی تو جا۔

طلال جو کب سے رمیزہ کو نظروں میں لیے ہوئے تھا اور وہ اسے مسلسل نظر انداز کر رہی تھی

جس سے تلال کو اب کوفت ہونا شروع ہوگئی تھی

وہ تازہ ہوا لینے کے لیے لان میں آیا جب اسے راسبہ آتی دکھائی دی

آپ کب آئے راسبہ تلال کے پاس آتے بولی

تھوڑی دیر پہلے سب ٹھیک ہے نہ راسبہ تلال نے پریشانی سے پوچھا

آپ پہلے آنا کا بتاتے تو میں آپ کو اماں سے ملواتی راسبہ نے اندر کی طرف بڑھتے کہا

ہاں مجھے تمہاری اماں کے بارے میں پتا چلا تلال ہال کی طرف بڑھ گیا

ہال میں ایک صوفے پر رمیزہ رحابہ اور عمار موجود تھے

ایک پر مشائے اور عارض اور ایک پر ذبال پوری شان و شوکت کے ساتھ براجمان تھا  
تم کب آئی راسبہ مومنہ بیگم کی آواز پر سب نے اس کو چونک کر دیکھا  
وہ ابھی آئی ہوں راسبہ نے نظروں کو جھکائے کہا

یہ ہیں راسبہ رحابہ نے رمیزہ کے کان میں سرگوشی کی  
راسبہ چلو آؤ تمہیں سب سے ملواتی ہوں رمیزہ راسبہ کا بازو پکڑ کر اسے صوفے پر بٹھا گئی  
یہ ہیں رحابہ میری سب سے اچھی دوست میری چچی کی بیٹی رمیزہ نے رحابہ کی طرف اشارہ  
کیا

رحابہ نے ہاتھ ملانے کے لیے ہاتھ آگے کیا  
راسبہ نے اس کے ہاتھ کو دیکھا اور پھر اس کے چہرے کو دیکھا لیکن وہ اپنا ہاتھ آگے نہیں  
بڑھائی

یہ ہیں مشائے آپیا رحابہ کی بڑی بہن اور میری بھابی  
اور یہ ہیں عارض بھو راسبہ عارض کو دیکھ کر حیران ہوئی وہ ہوہو ذبال جیسا تھا  
بس آنکھوں کے رنگ کا فرق تھا۔

آپ بے کار لگا کیونکہ وہ ان کے برابر نہیں تھی راسبہ کو وہاں اپنا  
وہ سب سے الگ تھی وہ کبھی رمیزہ کو دیکھتی تو کبھی رحابہ یا مشائے کو دیکھتی

وہ سب اسے اپنے مقابلے بہت حسین لگی  
اس کی نظروں کا زاویہ ذبال بہت اچھے سے سمجھ رہا تھا

آ جاؤ کھانا لگ گیا ہے منزہ بیگم نے آ کر پیغام دیا  
راسبہ نے ان کو دیکھ کر ضبط سے آنکھوں کو بند کر لیا  
میں چلتی ہوں راسبہ نے اٹھتے کہا

جاو پھر چلی جانا ویسے بھی صبح ہی نکلنا ہے راسبہ کے اٹھتے رمیزہ کھاتی تو کہاں راسبہ کھانا  
نے کہا

راسبہ نے بہانہ بنانا چاہا مجھے نہیں وہ  
چلو آو راسبہ مومنہ بیگم زبردستی راسبہ کو ڈانگ ہال میں لے آئی اور اسے ذبال کے سامنے  
والی کرسی پر بیٹھا دیا اور نوری سب کو کھانا دینے لگی  
کھانا اسے اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ جس لڑکی کو وہ اچھوت سمجھتے تھے آج وہ خود ہی  
پیش کر رہے ہوں گے

راسبہ نے پانی کا گلاس پکڑنے کے لیے جیسے ہی ہاتھ آگے بڑھایا اس کے ایک کندھے  
سے چادر سرک گئی

اور اس کے کندھے پر موجود نشان ذبال کی نظر سے مخفی نہ رہ سکا  
تھوڑے دیر کے لیے ذبال سکتے کی کیفیت میں راسبہ کے کندھے کو دیکھتا رہا  
اپنے اوپر نظروں کو محسوس کرتے اس کی نظر ذبال پر پڑی  
ذبال نے ایک لمحے کے لیے اسے دیکھا اور شرم سے سر جھکا لیا  
راسبہ نے اپنے کندھے پر چادر درست کی اور کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی  
کدھر جا رہے ہو ذبال کے اٹھتے مومنہ بیگم نے پوچھا  
آتا ہوں ذبال کہتا اٹھ گیا اور باہر لان میں چلا گیا  
کھانے سے فارغ ہونے کے بعد راسبہ گھر جانے کے لیے اٹھی  
تم واپس آو گی نہ مومنہ بیگم نے اس سے آس بھرے کجے میں پوچھا  
جی راسبہ کہتی باہر چلی گئی کیونکہ اسے صبح طلال وغیرہ کے ساتھ جانا تھا  
راسبہ اپنے پیچھے سے ذبال کی آواز سن کر راسبہ کے قدم رکے اس شخص نے آج پہلی بار  
اسے مخاطب کیا تھا  
میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں ذبال راسبہ کے آگے آتا بولا  
چلی جاؤں گی ویسے بھی بدکردار لڑکیاں راتوں کو اکیلے ہی آیا جایا کرتی راسبہ سخت کجے میں  
ذبال کو بہت کچھ یاد کرواتی چلی گئی

رمیزہ نے واپس شہر آجانے کے بعد بھی طلال سے کوئی بات نہ کی وہ چاہتی تھی کہ وہ اسے منائے

رمیزہ نے کبھی طلال کو غصے میں نہیں دیکھا تھا لیکن اس دن اسے غصے میں دیکھ کر وہ اس سے ناراض ہو گئی تھی

رمیزہ طلال نے گھر آتے رمیزہ کو آواز دی اور کمرے میں چلا گیا

رمیزہ کمرے میں آئی اور طلال کو کھڑکی کے پاس کھڑے دیکھا وہ آج دوسری بار اس کمرے میں آئی تھی

آپ نے بلایا رمیزہ نے کمرے کو دیکھتے کہا ہاں مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے طلال نے رخ موڑے بغیر کہا

رمیزہ آپ مجھے اب اپنا فیصلہ سنا دیں طلال نے سنجیدگی میں کہا کون سا فیصلہ رمیزہ نے حیران ہو کر پوچھا

اب آپ کو آپ کی فیملی مل گئی ہے آپ کو ویسے بھی مجھ سے زبردستی جوڑا گیا تھا آپ کو پورا حق ہے کہ آپ اپنی زندگی کو گزارے طلال نے اتنے دنوں کی بات کو ظاہر کر دیا

آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے رمیزہ نے روتے ہوئے طلال کو کہا اور کمرے سے باہر چلے گئی

رمیزہ کمرے سے نکلنے کے بعد مسلسل رو رہی تھی اس نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ طلال اسے

چھوڑنے کا کہے گا

طلال کو رمیزہ کا جواب تو مل گیا تھا اور اپنی جلد بازی پر اسے افسوس بھی ہوا  
راسبہ جو رمیزہ کو بلانے کمرے میں آئی تھی اسے روتا دیکھ کر وہ پریشانی سے اس کے پاس آئی

رمیزہ کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو راسبہ کو اپنے پاس دیکھ کر رمیزہ اس کے گلے سے لگ گئی  
اور اسکے رونے میں مزید اضافہ ہو گیا

راسبہ طلال مجھے چھوڑنا چاہتے ہیں ان کو میری نظروں میں اپنے لیے محبت نظر نہیں آئی  
رمیزہ اس سے الگ ہوتے بولی

وہ تمہیں کبھی بھی نہیں چھوڑے گا لیکن رمیزہ راسبہ نے اس کے چہرے کو صاف کرتے  
کہا

لیکن کیا رمیزہ نے پریشان ہوتے پوچھا



تمہیں نہیں لگتا اب تمہیں اور طلال کو ایک ساتھ رہنا چاہیے وہ تمہارا شوہر ہے اس نے  
 کبھی تم سے اپنا حق نہیں مانگا لیکن کب تک وہ ایک انسان بھی ہے وہ تمہارے ساتھ رہنا  
 چاہتے ہے میری بات پر غور ضرور کرنا راسبہ اسے سمجھاتے اٹھ گئی اور رمیزہ آگے کے  
 بارے میں سوچنے لگی

راسبہ کو شہر آئے دو ہفتے ہو گئے تھے لیکن کل اماں سائیں کی اطلاع کے مطابق مشائم کی  
 گود بھرائی کی رسم تھی جس پر ان دونوں نے بھی آنا تھا  
 مشائم کو شہر چیک کروانے کے لیے عارض آیا تھا اور اس نے واپسی پر رمیزہ اور راسبہ کو  
 یونیورسٹی سے پک کر لیا تھا  
 عارض ہم نا اس کے بعد شاپنگ پر جائیں گے مشائم نے گاڑی میں اگلے پلان کے بارے  
 میں بتایا

ہاتھ تھامے کہا اس کا اچھا اور کچھ عارض نے  
 رمیزہ کو حویلی جانے کی بہت بے چینی لگی ہوئی تھی  
 تھی کہ اس کے امتحان ایک دن میں ہی ہو جائے تاکہ وہ حویلی جاسکے چاہتی وہ

طلال کام کی وجہ سے رمیزہ وغیرہ کے ساتھ نہ جاسکا اور وہ رمیزہ کو اس دن کے بعد اپنی بات بھی نہ بتا سکا

راسبہ اور رمیزہ جو آخری پیر دینے کے بعد کینٹن میں آئیں تھی  
یار پھر کب آو گے تم لوگ امل اور عربیہ نے پوچھا

یار اب کیوں آنا اب میں تم لوگوں کو اپنے چھوٹے بھائی کی شادی پر بلاؤ گی تب تم لوگ  
ضرور آنا

رمیزہ نے مسکراتے ہوئے کہا

عارض جو رمیزہ اور راسبہ کو دیکھنے کے لیے باہر نکلا تھا

باہر سے ہر آتی جاتی لڑکی سے اس کی تعریف سن کر اندر گاڑی میں بیٹھی مشائم کا پارا ہائے  
کر رہی تھی

اور مشائم کا چہرہ دیکھ کر عارض کو اور مزہ آ رہا تھا

یار وہ سامنے کون ہے وہ گاڑی کے بونٹ کے ساتھ کھڑا ہے امل نے آنکھیں چھوٹی  
کرتے کہا

بھیور رمیزہ چیخ مارتے اٹھی اور گاڑی کے پاس پہنچتے عارض کے گلے لگی

راسبہ بھی اس کے پیچھے آئی اور تھوڑی دیر کے لیے وہ عارض کو ذبال سمجھ بیٹھی

آئیں عارض نے راسبہ کو کہا

گاڑی کے اندر بیٹھتے ہی مشائم نے زوردار مکہ عارض کے بازو پر مارا  
یار کیا کر رہی ہو مجھے میری بہن کے سامنے مارو گی عارض نے بازو ملتے کہا  
اور جو حرکتیں آپ کر رہے تھے مشائم نے غصے سے کہا  
کون سی حرکتیں اہ اچھا یاد آیا عارض نے مسکراہٹ دباتے کہا  
رمیزہ تمہاری آپیا جیلس ہو رہی ہیں عارض نے مشائم کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے  
کو دیکھ کر کہا

ہاں سہی کر رہیں ہیں آپیا آپ کیوں گاڑی سے باہر نکلے رمیزہ نے مشائم کی شکل دیکھتے کہا  
اچھا یار سوری نہ عارض نے کانوں کو پکڑتے کہا

اب میں تمہیں دوسری طرح یہاں نہیں مناسکتا عارض نے مشائم کو چھیرتے کہا  
اس کی بات سن کر مشائم نے عارض کو گھورا اور رمیزہ کا قہقہہ چھوٹا  
راسبہ جو اس سارے واقع میں خاموش بیٹھی ان کی گفتگو سن رہی تھی وہ ویسے بھی ہنستی نہیں  
تھی

وہ عارض کو مشائم کے ساتھ ہنستا دیکھ کر بہت حیران ہوئی تھی

عارض اور ذبال ہیں بھائی لیکن عارض ہر کسی سے مسکرا کر بات کرتا  
ان دونوں کو دیکھ کر راسبہ کو پہلی بار ان جیسی زندگی گزارنے کی خواہش ہوئی  
عارض نے گاڑی مال کے آگے روکی۔

رمیزہ باہر نکلی تو راسبہ نے اسے آواز دی

میرے پاس پیسے نہیں ہیں ابھی آپ لوگ کر لیں شاپنگ راسبہ نے نظریں جھکائے کہا  
تم نہیں ہم کروا رہے ہیں شاپنگ میری بیوی کے لیے رکھا گیا ہے فکشن تو شاپنگ بھی  
میں ہی کرواؤں گا

عارض اور مشائم نے راسبہ اور رمیزہ کو خوب شاپنگ کروائی

urdu  
novels mania  
www.urdu-novels-mania.com

حویلی میں ان کی آمد خوشی لے آئی

راسبہ اماں سائیں اور باقی سب سے ملنے کے بعد اماں سے ملنے آئی

اماں ساجدہ بیگم جو تسبیح پڑھ رہی تھی

راسبہ کی آمد ان کے چہرے پر خوشی لے آئی

ملک حویلی کو خوب سجا یا گیا آج چار سالوں بعد کوئی خوشی ملک حویلی میں منائی جا رہی تھی

راسبہ جو آج کالے کڑھائی والے سوٹ پر سٹار کی طرح ڈوپٹہ سیٹ کیے ہوئے تھی چہرے پر میک اپ برائے نام تھا لیکن آنکھوں کو کاجل سے بھر پور سجایا گیا تھا

مشائم کمرے سے نکلنے ہی لگی تھی جب اپنے پیچھے اسے عارض کا حصار محسوس ہوا

عارض جانے دیں سب انتظار کر رہیں ہوں گے مشائم اپنا رخ اس کی طرف کرتے بولی

مشائم جو آج لال اور کالے کام والے سوٹ میں عارض کو سب سے حسین لگی

یار تم بہت پیاری لگ رہی ہو عارض اس کے ماتھے کو چومتے بولا

باہر کیا کرنا ہے جا کر کمرے میں ہی رہتے ہیں عارض اس کے چہرے پر نظریں گاڑھے بولا

عارض تنگ نہ کریں مجھے جانا ہے مشائم عارض کے حصار سے نکلتے ہوئے بولی

راسبہ جو اماں سائیں کے کہنے پر ہال میں پھولوں کی تھال کو لینے آئی تھی

بے اختیار چلتے اس کی ٹکڑ سا منے سے آتے شخص سے ہوتی

راسبہ نے نیچے گرنے کے خوف سے آنکھوں کو میچ لیا

لیکن تھوڑا دیر بعد آنکھوں کو کھول کر اس نے دیکھا تو اس کے ارد گرد ذبال کے بازوں کا

حصار تھا

ذبال جو راسبہ کی کاجل سے لبریز آنکھوں کو غور سے دیکھ رہا تھا

راسبہ کی مزاحمت پر حوش کی دنیا میں آیا

راسبہ جو ذبال کے اس قدر قریب آنے پر خوف سے کانپ رہی تھی اور ماتھے پر پسینہ بھی نمودار ہو گیا تھا

ذبال نے فوراً سے پہلے اسے چھوڑا اور اسکے کانپتے وجود کو دیکھا وہ راسبہ سے نظریں چراتا باہر چلا گیا

راسبہ جو آج پہلی بار ذبال کے لمس کو محسوس کر رہی تھی

اسے چار سال پہلے والا ذبال یاد آیا جس نے اس کا چہرہ تھپڑوں سے لال کیا تھا وہ چاہ کر بھی اس شخص کے قریب نہیں جاسکتی تھی

ذبال باہر لان میں تو آ گیا لیکن راسبہ کا ہلتا وجود ابھی بھی اس کی نظروں کے سامنے تھا مہمان آنے لگے اور مشائیم کو مبارک باد دینے لگے بہت سے لوگوں کی نظریں راسبہ پر تھی

یہ لڑکی تو خون بہا میں آئی تھی بڑے اچھے طریقے سے رکھا ہوا ہے اس کی شادی کو تو چار سال ہوں گے لیکن ابھی تک اس کی گودہری نہیں ہوئی راسبہ کو عورتوں کی سرگوشیاں آرام سے سنائی دے رہی تھی

آپ لوگوں کو شاید معلوم نہیں میں بھی اسی گھر کی بہو ہوں جس کی گود بھرائی کی رسم میں آپ لوگ آئیں ہیں اور یہ لڑکی اب اس گھر کی بہو ہے یعنی سردار ذبال کی بیوی اور کسی اور نام باتوں کو سن رہی تھی اور راسبہ سے اسے نہ ہی بلائیں تو بہتر ہوگا مشائم جو کب سے ان کی کے انتظار میں تھی کہ وہ انہیں کچھ بولے لیکن وہ خاموش رہی تو مشائم کو ان کو چپ کروانا پڑا

مشائم کی بات پر وہاں سب کی بولتی بند ہو گئی اور راسبہ وہاں سے نکل کر دوسری سائیڈ پر آ گئی

تم ہم سب سے بھاگتی کیوں ہو مشائم کی آواز اس کو سنائی دی جو رسم ختم ہونے کے بعد راسبہ کے پیچھے آئی

نہیں ایسی بات نہیں ہے راسبہ نے غلاموں کی طرح سر جھکائے کہا

یار ہم سب ایک جیسے ہیں تو پلیز اس طرح سر نہ جھکایا کرو اور اپنے آپ کم تر نہ سمجھا

کرو تم بہت اچھی ہو مشائم راسبہ کا چہرہ اٹھاتے بولی

جی ہاں سہی کہا میری موٹی بیگم نے عارض مشائم کے ساتھ کھڑے ہوتے بولا

اس کے موٹا کہنا پر مشائم نے اسے گھوری سے نوازا اور راسبہ کے چہرے پر مسکراہٹ

آئی

تم مسکراتے ہوئے کتنی کیوٹ لگتی ہو مشائے نے راسبہ کو دیکھتے پیار سے کہا  
اس کی مسکراہٹ کو دیکھ کر ذبال جو فون پر بات کر رہا تھا چند پل کے لیے جم گیا بلاشبہ اس کی  
مسکراہٹ بہت حسین تھی

راسبہ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے راسبہ کو ذبال کی آواز نے روکا  
راسبہ جو

ذبال کو دیکھ کر چند قدم پیچھے ہوئی

وہ راسبہ میں اپنے کیے پر بہت شرمندہ ہوں کیا تم مجھے معاف کر سکتی ہو کیا تم میری طرف  
لوٹ سکتی ہو کیا مجھے اپنا سر کا سائیں مان کر میرے ساتھ زندگی گزار سکتی ہو ذبال نے امید  
بھرے کچے میں کہا  
www.urdu novels mania.com

جس دن مجھے میرے جسم اور روح پر موجود نشان وہ واقعات اور تکلیف یاد نہیں  
کروائیں گے اس دن میں آپ کی طرف لوٹ آؤں گی راسبہ نے سرو کچے میں کہا  
راسبہ میں تمہیں تمہارا مقام دلوانا چاہتا ہوں ذبال نے اس کا جواب سن کر کہا  
جب دلوانا چاہیے تھا تب آپ نے صرف زخم دیے راسبہ طنزیہ کہتی پلٹ گئی



میں تم سے محبت کرنا شروع ہو گیا ہوں معلوم نہیں کب سے لیکن ان چار سالوں میں نے ہر سجدے میں تمہارے لیے دعا مانگی ہے تمہاری سلامتی کی دعا مانا جانے کب تم میری روح میں اترتی گی اور تمہیں پانا آہستہ آہستہ میری خواہش اور ضد بنتی گی اور شاید میرا رب یہ دعا ضرور قبول کرے گا ذبال کے الفاظ راسبہ کو حیران کر گئے

محبت میں شدت صرف چند لمحوں کی ہوتی ہے لیکن عزت تاحیات ہوتی ہے اور آپ وہ عزت اور مقام نہیں دے پائے راسبہ نے مڑتے اسے دو ٹوک انداز میں کہا

میں نے تمہاری طرف قدم تو بڑھا لیے ہیں لیکن مجھے میرے اپنے ہی قدم بھاری محسوس ہو رہے ہیں کیونکہ محبت دلیلیں مانگتی ہے اور میں تمہیں کبھی وہ دلیلیں نہیں دے پاؤں گا ذبال اپنے دل کا حال بتانے لگا وہ چار سالوں سے اس لڑکی کے لیے ٹپتا رہا لیکن آج اس کے چھونے سے جس طرح راسبہ کانپتی تھی ذبال نے اسے سچائی بتانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

کیونکہ آپ کو اپنی انا بہت عزیز ہے اور محبت میں انا غرور حد آج اور کل نہیں ہوتی اور محبت صرف برابری ہے اور آپ کی عزت کو گوارا نہیں ہے کہ آپ اپنے سے کم حیثیت والی لڑکی سے محبت کا دعویٰ کریں اور اس محبت کو نبھائیں راسبہ کہتی وہاں سے چلے گئی

پوری رات ذبال کی باتیں اس کے ذہن میں آتی رہی وہ چاہ کر بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ اس سے محبت کرنا شروع ہو گیا ہے یا صرف اپنی غلطی کا مداوا کرنا چاہتا ہے لگتا ہے بیگم میکے آکر ایک عدد شوہر کو بھول گئی ہو طلال نے رمیزہ کو چھیرتے کہا آپ نے ہی کہا تھا رمیزہ نے چہرے پر بے زاری لاتے کہا سوری یا مجھے لگا کہ کیا لگا آپ کو میں آپ کو چھوڑ دوں گی آپ نے ایسا سوچ بھی کیسے یا رمیزہ نے طلال کی بات کو کاٹتے نم کچے میں کہا

آپ میرے لیے وہ بادل ہیں جو تپتی دھوپ میں میرے لیے سایہ بنا آپ نے مجھے محبت سے اونچا اور خوبصورت عقیدت کا مرتبہ دیا ہے میں آپ کو چھوڑنے کا کبھی تصور بھی نہیں کر سکتی رمیزہ نے روتے ہوئے کہا  
www.urdu novelsmania.com  
اس کی بات سن کر طلال کے لب مسکرائے رمیزہ میرے لیے کوئی تمہارے جیسا نہیں ہو سکتا تم جہاں ہو وہاں ہی رہو گی کوئی تمہاری جگہ اور مقام نہیں لے سکتا اس دل میں تمہارے لیے بہت اونچا مقام ہے طلال نے رمیزہ کے گرد حصار کرتے کہا

تھوڑے دنوں تک ماما بابا آرہے ہیں پھر میں تمہیں لینے آؤں گاتب تک اپنے آپ کو میری شدتیں برداشت کرنے کے لیے تیار کر لو طلال کی بات سن کر رمیزہ کا چہرہ شرم سے جھک گیا

طلال اس کے چہرے کو دیکھتے وہاں سے چلا گیا

ر اسی تم اپنے گھر کیوں نہیں رہتی ساجدہ بیگم نے ایک ہفتے سے گھر میں موجود راسبہ کو دیکھ کر کہا

اماں یہ بھی گھر ہی تو ہے راسبہ ان کی بات کو گول کرتے بولی

راسبہ اگر اللہ نے تم نے ایک رشتہ چھینا ہے تو چھوٹے سائیں نے تمہیں ایک رشتہ واپس بھی دیا ہے ساجدہ بیگم نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

مجھ رستے میں ہی دل کا دورا پر راسبہ اس رات میں ہمت کر کے تم سے ملنے آرہی تھی جب بے حال ہو رہی تھی جب چھوٹے سائیں کی گاڑی میرے پاس آئی سے درد گیا میں وہاں تک کوئی پتا نہیں معلوم ہوا لیکن ہسپتال لے گئے اس کے بعد تمہارا چار سال مجھے اور وہ

کا درجہ دیا میں کبھی بھی ان کا احسان نہیں ان چار سالوں میں چھوٹے سائیں نے مجھے ماں بھولوں کی

اماں کی بات مان کر راسبہ حویلی واپس آئی رات تک وہ سب باتیں کرتے رہے مشائے اور باقی سب سے راسبہ کی اچھی دوستی ہو گئی تھی منزہ بیگم نے بھی اپنے کیے کی معافی مانگ لی تھی

راسبہ گیارہ بجے تک ہال میں رہی لیکن اس کے بعد سب اپنے کمروں میں چلے گئے مومنہ بیگم نے راسبہ کو ذبال کے کمرے کا پہلے ہی بتا دیا تھا

ذبال جو تھوڑی دیر پہلے کمرے میں آیا تھا اپنے سامنے راسبہ کو دیکھ کر چونکا اسے لگا شاید سب کی باتوں کی وجہ سے وہ اس کمرے میں آئی ہے

ذبال کے آتے ہی راسبہ صوفے سے اٹھی آپ اس کمرے میں سو جائیں میں اس کمرے میں سو جاتا ہوں ذبال راسبہ کی پریشانی کو سمجھتے بولا

راسبہ کو انجان جگہ ہرینند کہاں آئی تھی وہ آدھے گھنٹے سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی جب اسے باہر سے ذبال کی آواز آئی جو دوسرے کمرے سے نورمی کو کافی لانے کا کہہ رہا تھا

لیکن نوری تو کواٹر میں تھی تو وہ مایوس ہو کر واپس ٹیرس سے کمرے میں آ گیا  
 راسبہ بیڈ سے اٹھی اور تھوڑے دیر بعد کمرے میں کافی لیے آئی  
 ابھی وہ ذبال کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹانے ہی لگی تھی کہ ذبال نے دروازہ کھول لیا  
 یہ آپ کی کافی راسبہ نے مگ آگے کیا اور بیڈ کی طرف بڑھی  
 ذبال واپس آیا اور کافی کے گھونٹ لیے  
 اس نے آج سے پہلے اتنی اچھی کافی نہیں پی تھی کاش راسبہ ہر دن اس کے لیے کافی بنا  
 لائے اس کے دل سے آواز آئی

راسبہ کو ذبال کے ساتھ رہتے ایک ہفتے ہونے والا ہو گیا تھا وہ روز رات کو اس کمرے  
 میں سوتا اور راسبہ ہر رات ناجانے کیوں اسے کافی بنا کر دے دیتی تھی  
 وہ کچن میں بھی مصروف رکھتی خود کو کبھی کوئی کام تو کبھی کوئی  
 آج طلال کے ماما بابا نے رمیزہ کو لینے ملک حویلی آنا تھا  
 سب کو دعوت کے لیے بلایا تھا ساجدہ بیگم کو ذبال نے خصوصاً آنے کا کہا تھا  
 اکبر چوہدری اور عارفہ چوہدری کو ملک حویلی سے کافی لگاؤ تھا  
 السلام علیکم آنٹی راسبہ نے آگے بڑھ کر عارفہ چوہدری کو سلام کیا

ماشاء اللہ کتنی بڑی ہو گئی ہو عارفہ چوہدری نے مسکراتے کہا  
تھوڑی دیر بعد کھانے کا دور شروع ہوا

ویسے اب آپ نے راسبہ کے بارے میں کیا سوچا ہے  
عارفہ چوہدری نے ساجدہ بیگم کو مخاطب کیا

کیا مطلب میں سمجھی نہیں ساجدہ بیگم نے راسبہ کو دیکھتے کہا جو ذبال کو کھانا دے رہی تھی  
میرا مطلب ہے کہ راسبہ کے لیے میں اپنے بھانجے کا ہاتھ مانگنے آئی ہوں اسے میں نے  
راسبہ اور ذبال کے رشتے کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے اسے کوئی مسئلہ نہیں ہے  
عارفہ چوہدری نے سادہ کجے میں ساری بات بتائی

ان کی بات سن کر ٹیبل پر موجود سب لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے  
میرے خیال سے چھوٹی ماما راسبہ ابھی بھی میرے نکاح میں ہے ذبال نے عارفہ چوہدری  
کو دیکھتے کہا

میں جانتی ہوں وہ تمہارے نکاح میں ہے لیکن کب تک ویسے بھی راسبہ تمہیں اب ذبال  
سے طلاق لے کر اپنی آگے کی زندگی کے بارے میں سوچنا چاہیے عارفہ چوہدری نے راسبہ  
کو دیکھ کر کہا

آپ کو لگتا ہے کہ میں راسبہ کو چھوڑ دوں گا ذبال نے اب کی بار سرد کجے اپناتے کہا

ہاں چھوڑ دینا چاہیے تم جیسے شخص کے ساتھ کون رہنا چاہیے گا عارفہ چوہدری نے طنزیہ کہا ذبال مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں نے تمہیں اپنا بیٹا بنایا تمہیں اور طلال کو برابر رکھا لیکن تم نے تو جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا ذبال جس رات راسبہ کو میں ہسپتال لے کر گئی تھی اس دن ڈاکٹر نے مجھ سے تین بار پوچھا تھا کہ یہ لڑکی ریپ وکٹم تو نہیں ہے عارفہ چوہدری نے نم آواز میں کہا

ذبال ایک بات کو بتا دیا اب تم سے کسی بھی چیز کی توقع رکھی جاسکتی ہے ان چار ماہ میں تم راسبہ کے پاس اپنی ہوس مٹانے کتنی بار گئے تھے عارفہ چوہدری کی بات سن کر ذبال نے افسوس سے انہیں دیکھا

تم نے اپنے باپ کا بدلہ لینے کے لیے اس لڑکی کی زندگی خراب کر دی اور اب تم چلے ہو اس سے معافی مانگنے عارفہ چوہدری اٹھتے ہوئے بولی

آپ نے جو کہنا ہے کہیں لیکن یہ بات کان کھول کر ہر کوئی سن لے میں راسبہ کو طلاق نہیں دوں گا اور آپ اپنے بھانجے کا رشتہ میری بیوی سے کروانے کا خیال ذہن سے نکال دیں

ذبال اونچی آواز میں بولتا ایک نظر راسبہ کے روتے چہرے کو دیکھ کر باہر نکل گیا

تھوڑی دیر بعد اکبر چوہدری اور طلال وغیرہ بھی نکل گئے  
 راسبہ ساری رات انتظار کرتی رہی لیکن ذبال گھر نہ آیا  
 طلال اور رمیزہ گاؤں سے تھوڑی دور اپنے آبائی گھر میں آئے  
 تھوڑی دیر باتوں کے بعد طلال اور رمیزہ کمرے میں چلے گئے  
 طلال کا ذہن ابھی تک ذبال میں اٹکا ہوا تھا  
 رمیزہ کب آکر لیٹی اسے کچھ معلوم نہ ہوا  
 آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ رمیزہ نے کھوئے ہوئے طلال کو دیکھ کر کہا  
 ہاں جی میں ٹھیک ہوں طلال نے رمیزہ کو مسکراتے جواب دیا تھوڑی دیر بعد  
 طلال نے رمیزہ کے کانوں میں خوبصورت سی بالیاں ڈالی  
 یہ ہماری شادی کا تحفہ طلال نے اس کے کان کو چھوتے کہا  
 یہ بہت پیاری ہیں رمیزہ نے طلال کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا  
 ابھی رمیزہ دوبارہ سے کچھ بولنے والی تھی کہ طلال رمیزہ کے ہونٹوں پر جھک گیا  
 رمیزہ کے آنکھوں کی پتلیاں بڑی ہو گئی  
 طلال پیچھے ہو کر رمیزہ کو دیکھنے لگا جو شرم سے خود میں سمٹ رہی تھی



یار ابھی تو میں نے کچھ بھی نہیں کیا اوہ تم ایسے شرمارہی ہو طلال رمیزہ کے چہرے کو دیکھتے  
 بولا

رمیزہ اس کی بات سن کر اس کے سینے میں چھپ گئی اور طلال کی محبت میں رنگتی گئی  
 طلال آپ کے پاس کتنی بانیکس ہیں رمیزہ نے طلال کی ہیوی بانیکس کو دیکھ کر پوچھا  
 ایک ساتھ لیں ہوئی ہیں طلال بانیکس کے پاس جاتے بولا چارہیں میں نے اور ذبال نے  
 بھینو کے پاس بھی بانیک ہے رمیزہ نے حیرت سے پوچھا  
 ہاں یہ والی دیکھو اس پر اس کا نام بھی لکھا ہوا ہے طلال نے ایک بانیک سے کورا تارا اور  
 ذبال ملک لکھا ہوا تھا اس کے ایک طرف

urdu  
novels mania

دودن ذبال گھر نہ آیا سب نے اسے لاتعداد فون کیے لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا  
 رات کو کھانے کے بعد ہاں میں سب بیٹھے تھے جب ذبال گھر داخل ہوا  
 السلام علیکم اماں سائیں ذبال ان کو سلام کرتا کمرے میں چلا گیا  
 مومنہ بیگم کو پریشانی ہوئی اور انہوں نے راسبہ کو اسے دیکھنے کے لیے بھیجا  
 راسبہ کمرے میں داخل ہوئی تو ذبال بیڈ پر اونڈھے منہ لیٹا تھا

راسبہ کو پہلے حیرانی ہوئی کہ وہ اتنے دنوں سے اس کمرے میں نہیں سویا تو اب وہ چلتے ذبال کے پاس گئی اور ہاتھ بڑھا کر اسے ہلایا اس کے تپتے جسم سے وہ فوراً ہاتھ پیچھے کر گئی اور ذبال کی پیشانی پر ہاتھ لگایا جو بخار کی شدت سے تپ رہا تھا راسبہ بھاگتی نیچے گئی

عارض بھائی راسبہ نے عارض کو آواز دی کیا ہوا سب ٹھیک ہے نہ عارض اس کے پاس آتے بولا وہ ذبال کو دیکھیں انہیں بخار راسبہ نے آنسوؤں کو قابو کرتے کہا عمار نے ڈاکٹر کو فون ملا یا سب ذبال کی وجہ سے پریشان تھے کیسا ہے ذبال ڈاکٹر کے چیک کرنے کے بعد عارض نے پوچھا یہ کسی ٹیشن کا شکار ہیں نیند کی گولیاں لیتے ہیں سکون کے لیے ان کا خیال رکھیں

چار سال کافی ہوتے ہیں کسی کو آزمانے کے لیے عارض نے کمرے سے نکلتے کہا میں نے کسی کو نہیں آزمایا راسبہ نے نظریں جھکائے کہا

راسبہ اسے مرہم لگانے والا چاہیے جو اس کی ازیت کو کم کر سکے اس کے دکھوں کو بانٹ سکے عارض راسبہ کو سمجھاتے ہوئے بولا

تکلیف دینے والوں کو مرہم کی ضرورت نہیں ہوتی وہ بے حس ہوتے ہیں راسبہ نے سر اٹھاتے جواب دیا

وہ بے حس نہیں ہے اگر بے حس ہوتا تو تمہیں تلاش نہ کرتا اور نہ ہی اپنی غلطی کی معافی مانگتا وہ تم سے محبت کرتا ہے وہ تمہارا ساتھ چاہتا ہے عارض بالوں میں ہاتھ چلاتے بولا وہ اپنی ازیت کو کم کرنے کے لیے معافی مانگ رہے ہیں مجھ جیسی عام لڑکی سے محبت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا راسبہ نے طنزیہ لہجہ اپناتے کہا

وہ اتنا تو جان گئی تھی کہ ذبال اس سے واقع میں محبت کرتا ہے عارفہ چوہدری کی باتوں کو سن کر اسے دکھ ہوا تھا وہ سب کے سامنے ذبال کا تماشہ نہیں بنوا سکتی تھی

www.urdu novels mania.com

پورے ایک دن بعد ذبال کی آنکھ کھولی تو اس نے چکراتے سر کو تھامے سامنے گھڑی کو دیکھا جو نو بج رہی تھی

اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن سر کو تھام کر دوبارہ واپس لیٹ گیا

آخر ہمت کر کے وہ واش روم تک گیا۔ راسبہ جو ذبال کو دیکھنے کمرے میں آئی تھی سامنے اسے تیار دیکھ کر اسے حیرت ہوئی

آپ کہاں جا رہے ہیں راسبہ نے ذبال کے پیچھے آتے پوچھا  
آفس جا رہا ہوں پھر گاؤں کے لوگوں سے ملنا ہے  
ذبال نے ماتھے پر بکھرے بالوں کو ٹھیک کیا

کوئی ضرورت نہیں ہے آپ گھر ہی بلا لیں راسبہ نے ذبال کو اپنا حکم سنا کر فوراً نظریں جھکا  
لیں وہ نہیں چاہتی تھی کہ ذبال پھر سے بیمار ہو دو دن اسے بستر پر دیکھ کر وہ ہر وقت بے  
چین رہی

ذبال نے اس کی بات سن فاروق کو فون پر فائلز لانے کا کہنے لگا  
کیا راسبہ آپ نے آج گھر کو ہی آفس بنا دیا ہے ہال میں فائلز کے ڈھیر کو دیکھ کر عمار نے  
بے زاری سے کہا

چھوٹے سائیں سیٹھ کرامت آپ سے ملنے آئیں ہیں رضیہ نے ذبال کو پیغام دیا

سلام سائیں سیٹھ نے اندر آتے بلند آواز میں کہا

سائیں آپ کل آکر زمینوں کا ایک دورہ لگالیں سیٹھ کرامت نے ذبال کو دیکھتے کہا

ٹھیک ہے جاؤ تم ذبال نے اٹھتے کہا

راسبہ جو ذبال کو جوس دینے آرہی تھی سیٹھ کرامت کو دیکھ کر جوس کا گلاس اس کے ہاتھ سے چھوٹا

گلاس گرنے کی آواز سے سیٹھ اور ذبال نے کچن سے آتی راسبہ کو دیکھا  
تم ٹھیک ہو ذبال نے راسبہ کو گلاس کے ٹکروں سے دور کرتے کہا  
سیٹھ کرامت جو ہکا بکا راسبہ کو دیکھ رہا تھا جو کانپ رہی تھی  
ذبال کی نظر اس پر پڑتے ہی وہ وہاں سے چلا گیا

ذبال نے راسبہ کے کانپتے وجود کو دیکھ کر دوبارہ سے شرمندہ ہو کر اس کا بازو چھوڑ دیا  
راسبہ آنسوؤں کو قابو کرتے کمرے میں گئی  
ذبال جو حیرت سے راسبہ کو جاتا دیکھ رہا تھا راسبہ جو اتنے دنوں سے اس کا خیال رکھ رہی  
تھی آخر آج ایسا کیا ہوا جو وہ پھر سے اس کے چھونے پر کانپ گئی تھی  
بہت دیر سوچنے کے بعد وہ اٹھ کر کمرے میں گیا

اماں وہ سی سیٹھ راسبہ نے روتے ہوئے فون پر اماں کو بتایا  
اس کی بات سن کر ساجدہ بیگم کو الگ پریشانی نے آن گھیرا  
تم چھوٹے سائیں سے بات کرو ساجدہ بیگم نے راسبہ کو مشورہ دیا

نہیں اماں میں ذبال سے بات نہیں کر سکتی راسبہ نے ہچکی لیتے کہا  
ذبال جو کب سے اس کے پیچھے کھڑا اس کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا  
اس کی بات کو جاننے کے لیے اس کی طرف بڑھا

راسبہ ذبال نے راسبہ کا بازو پکڑ کر اس کا رخ اپنے سامنے کیا  
ذبال جس نے آج دوسری بار راسبہ کو بری طرح روتے دیکھ تھا ایک لمحے کے لیے وہ اس  
کی سیاہ آنکھوں میں کھو گیا

وہ سیٹھ وہ مجھے وہ راسبہ ہچکیاں لیتے بولی  
تم کس طرح جانتی ہو اسے ذبال نے اس کے چہرے کو دیکھتے کہا  
وہ ذبال راسبہ آگے کچھ بولے بغیر ذبال کے سینے سے لگ گئی اور اپنے رونے میں شدت  
لے آئی

ذبال جو راسبہ کی بات سننے کا منتظر تھا راسبہ کے لمس سے اس کا دل چند لمحوں کے لیے  
ڈھرکنا بھول گیا

راسبہ ذبال نے راسبہ کو پکارنے کی کوشش کی لیکن راسبہ نے اپنا حصار مزید تنگ کر لیا  
ذبال پلیز مجھے چھوڑ کر مت جائیے گا وہ مجھے لے جائے گا راسبہ نے ذبال کے سینے میں منہ  
چھپائے کہا

ذبال بھی اس کو چپ کروانے کے لیے اس کی کمر سہلانے لگا  
 تھوڑی دیر بعد ذبال نے راسبہ کو خود سے الگ کیا اور صوفے پر بٹھا کر اسے پانی پلایا  
 راسبہ مجھے بتاؤ کیا ہوا تھا ذبال نے راسبہ کے چہرے کو صاف کرتے کہا  
 راسبہ جس کو آج پہلی بار ذبال کے لمس سے گھبراہٹ نہیں ہوئی تھی وہ ذبال کو چار سال  
 پہلے اس رات کا واقعہ بتانے لگی

چار سال پہلے

میں تمہارا سارا قرض معاف کر دوں ملک کو مار دو سیٹھ نے بلال صاحب کو دیکھتے کہا  
 نہیں سیٹھ میں سائیں کو نہیں ماروں گا آپ میرا قرض معاف نہ کریں بلال صاحب وہاں  
 سے کہتے چلے گئے

یہ ایسے نہیں مانے سیٹھ کرامت نے غصے سے کہا

سب خیر ہے نہ ساجدہ بیگم نے پریشانی سے بلال صاحب سے پوچھا

ہاں تم بس دعا کرو اللہ ہمیں کسی آزمائش میں نہ ڈالے بلال صاحب نے ساجدہ بیگم کو دیکھتے  
 کہا

کی آواز سے کچن میں کام بیگم راسی دیکھ باہر کون ہے کب سے دروازہ بجا رہا ہے ساجدہ کرتی راسبہ دروازے کی طرف بڑھی

سلام سیٹھ دروازہ کھولتے ہی راسبہ نے نظریں جھکا کر کہا

ماشاء اللہ کتنی حسین ہو تم سیٹھ نے راسبہ کے چہرے کو دیکھتے کمینہ مسکراہٹ لاتے کہا

اس کی بات سن کر راسبہ نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں

سیٹھ آپ بلال صاحب نے کھڑے ہوتے کہا

میں نے کہا کیوں نہ اپنے سر سے ہی مل لوں سیٹھ نے قہقہہ لگاتے کہا

اس کی بات سن کر راسبہ اور ساجدہ بیگم نے بلال صاحب کو دیکھا جو شرم سے سر جھکائے ہوئے تھے

سیٹھ رحم کریں ہم پر بلال صاحب نے التجا کی

ٹھیک ہے ملا کو بلاؤ اس کی چھوری سے نکاح کروں اور ان دونوں کے سامنے اس کی

چھوری کو بیوی کا درجہ دوں ویسے بھی اب اس کی چھوری ہے ہی بہت حسین اور پھر جوان

بھی سیٹھ نے اٹھتے کہا

صاحب ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے سوائے عزت کے آپ جو کہیں گے ہم مانیں گے

ساجدہ بیگم نے روتے ہوئے کہا



ٹھیک ہے پھر کل آجانا ورنہ کل رات اپنی چھوڑی کو اپنے سامنے بے لباس ہوتے دیکھ لینا سیٹھ راسبہ کے قریب آتے اس کے روتے چہرے کو چھو کر چلا گیا اس کے جانے کے بعد راسبہ ساجدہ بیگم کے گلے لگ کر روتی رہی قسمت نے راسبہ کو سیٹھ سے تو بچا لیا لیکن ذبال کی نفرت اسے برداشت کرنی پڑی۔

حال

ذبال اپنے غصے پر قابو کیے راسبہ کی بات سن رہا تھا شدید غصے کے عالم میں وہ اٹھا اور کمرے سے باہر چل پڑا راسبہ اس کے غصے کو دیکھتی اس کے پیچھے نیچے آئی ذبال میری بات سنیں راسبہ بھاگتے ہوئے اس کے پیچھے آئی کیا سنو ذبال کی گرج دار آواز سے راسبہ سہم گئی اللہ خیر کرے دادی سائیں اور مومنہ بیگم باہر آئیں عارض عمار اور باقی سب بھی کمروں سے نکلے کیا ہوا ہے ذبال عارض نے سہمی کھڑی راسبہ کو دیکھ کر پوچھا

اماں سائیں سیٹھ کرامت نے بابا سائیں اور راسبہ کے اباں کو مارا ہے ذبال نے غصے سے راسبہ کو دیکھ کر کہا

ذبال کی بات نے سب پر حیرتوں کے پہاڑ توڑے

میں اب اسے چھوڑوں گا نہیں ذبال غصے سے ڈھارا

ذبال ایک دفعہ میری بات تو سن لیں پلیز راسبہ جو پہلے ہی ذبال کے غصے سے ڈری ہوئی تھی ہمت کر کے بولی

راسبہ اس کی وجہ سے تم نے نہ کردہ ظلم کی سزا کاٹی ہے ذبال راسبہ کو دیکھ کر بولا  
ذبال جلد بازی نہ کرو ہم وقت آنے پر اس کو جواب ضرور دیں گے عارض نے تحمل سے  
ذبال کو سمجھایا

السلام علیکم ابھی ذبال کچھ بولنے ہی والا تھا جب عارفہ چوہدری اور طلال اور رمیزہ آگے  
ذبال ان کو دیکھے بغیر وہاں سے باہر چلا گیا  
سب ٹھیک ہے نہ طلال نے عارض سے پوچھا

ہاں آؤ بس ویسے ہی چھوڑو اسے عارض اسے کہتا اندر لے گیا  
دیکھو ذرا اسے کیسے شرم رہی ہے مشائم رمیزہ کو طلال کے نام سے تنگ کرتے بولی

ہاں بھائی اب بس تم مجھے جلدی سے خالہ بنا دو رجاہ نے رمیزہ کے سرخ چہرے کو دیکھ کر کہا

اس کی شکل دیکھ کر رجاہ مشائم اور راسبہ کی ہنسی چھوٹ گئی  
 یار تم بات کر لو ذبال سے مشائم نے باہر دیکھتی راسبہ کو کہا  
 ذبال جو لان میں اپنے غصے کو کم کرنے کی کوشش میں چکر لگا رہا تھا  
 راسبہ کو آتے اس کے چلتے پاؤں رکے

آپ عارفہ آنٹی سے نہیں ملے راسبہ نے ذبال کو دیکھتے پوچھا  
 مجھے وہ نظر نہیں آئیں ذبال نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا  
 آپ کو وہ نظر نہیں آئیں یا آپ نے اپنی انا کی وجہ سے ان سے بات نہیں کی راسبہ نے  
 ذبال کی لاپرواہی کو دیکھتے کہا  
 ہاں یہی سمجھ لو کیا پتا اب بھی وہ مجھ پر کوئی نیا الزام لگا دیں ذبال نے راسبہ کے چادر میں  
 ڈھکے چہرے کو دیکھ کر کہا

آپ کتنے خود سر ہیں راسبہ نے ذبال کو افسوس سے کہا  
 میری تعریف کر رہی ہو یا برائی ذبال نے ہلکی مسکراہٹ لاتے کہا  
 راسبہ نے ان دو مہینے میں پہلی بار ذبال کو ہنستے دیکھا تھا یا شاید وہ خود پہلی بار ہنس رہا تھا

ذبال آپ سیٹھ کو کچھ نہیں کہیں گے میں نے اباں کو کھو دیا ہے آپ کو نہیں کھونا چاہتی  
 راسبہ نے ذبال کی بادامی آنکھوں میں دیکھ کر کہا  
 اس کے الفاظ سن کر ذبال کا سارا غصہ جھاگ بن کر ختم ہو گیا  
 عارفہ چوہدری جو ذبال سے ملنے باہر آئی تھی راسبہ اور ذبال کو بات کرتے دیکھ کر انہیں اپنے  
 رویہ کا افسوس ہوا

لگتا ہے سردار سے ملنے خود آنا پڑے گا عارفہ چوہدری ان کے پاس آتے بولی  
 نہیں چھوٹی ماما ایسی بات نہیں ہے ذبال ان کے گلے لگتے بولا  
 راسبہ نے آج ذبال سے محبت کا اظہار کیا تھا یا نہیں لیکن ان دو ماہ میں وہ ذبال کی عادی  
 ہو گئی تھی وہ شخص زبردستی کرنے والوں میں سے نہیں تھا اسے بھی اب اپنی زندگی اچھی لگنا  
 شروع ہو گئی تھی۔

www.urdu novels mania.com

بھیور میزہ واپس گھر جانے سے پہلے ذبال کے پاس آئی  
 ہاں بولو سب ٹھیک ہے نہ ذبال نے فکر مندی سے پوچھا  
 بھوتھینک یو طلال سے میری شادی کروانے کے لیے رمیزہ ذبال کے گلے لگتے بولی  
 چار سال پہلے

وہ بس پاگلوں کی طرح بھاگ رہی تھی وہ کسی بھی طرح سے اس جہنم سے نکلنا جاہتی تھی  
بھاگنے سے اسے اپنے پیروں میں پتھر چھبنے کی تکلیف محسوس ہو رہی تھی لیکن وہ سب کچھ  
برداشت کیے بس بھاگے جا رہی تھی

ویسے ماما آپ لوگ مجھے چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں طلال نے خفا ہوتے کہا  
دیکھو ایسے کہہ رہا ہے جیسے کوئی چھوٹا بچہ ہوا اب تو تمہاری شادی کی عمر ہو گئی تھی  
عارفہ چوہدری نے مسکراتے ہوئے کہا  
ماما پلیز طلال نے پیچھے مڑ کر کہا

طلال اکبر چوہدری کی آواز سے اس نے سامنے دیکھا اور گاڑی کو بریک لگایا  
اللہ خیر کرے عارفہ چوہدری نے دل پر ہاتھ رکھتے کہا  
طلال فوراً گاڑی سے باہر نکلا اور زمین پر درد سے دوھری ہوتی راسبہ کو دیکھا  
طلال فوراً اسے ہسپتال لے کر چلو عارفہ چوہدری نے پریشانی سے کہا  
طلال راسبہ کو اٹھائے شہر کے ہسپتال لے آیا

دیکھیں یہ پولیس کیس ہے یہ زیادتی کا کیس لگ رہا ہے ڈاکٹر نے باہر آتے کہا  
یہ زیادتی کا کیس نہیں ہے طلال نے اس لڑکی کی زندگی بچانے کے لیے کہہ دیا  
وہ جانتا تھا کہ پولیس کیس میں اس لڑکی کی رہی سہی عزت بھی چلے جائے گی

اللہ کا کرم ہے وہ لڑکی اب بہتر ہے یہ واقع ریپ وکٹم نہیں ہے نہ ڈاکٹر نے تفتیش کی نہیں ہے یہ ریپ کیس طلال نے بلند آوازیں کہا

عارفہ چوہدری راسبہ سے ملنے آئیں جو آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی

آپ کا نام کیا ہے عارفہ چوہدری نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا

مجھے بچالیں میں دوبارہ وہاں نہیں جانا چاہتی راسبہ روتے ہوئے بولنے لگی

طلال کے پوچھنے پر راسبہ نے چار ماہ پہلے کے سارے واقع کو بتایا

ان لوگوں کو ذبال کی جمالت پر بہت افسوس ہوا اور اوپر سے راسبہ کی اماں کا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔ طلال نے اس دن کے بعد راسبہ کو اپنے شہر والے گھر میں ہی رکھا تھا اور یہاں سے راسبہ کی زندگی کا نیا موڑ شروع ہوا

urdu  
novels mania  
www.urdu novels mania.com

کدھر جا سکتی ہے وہ ذبال غصے سے ڈھارا

سائیں ہم نہیں جانتے وہ لڑکی کس طرح یہاں سے نکلی ہے گارڈ نے ڈرتے کہا

بکواس بند کرو یہ سب تم لوگوں کی لاپرواہی کی وجہ سے ہوا ہے دفعہ ہو جاو یہاں سے ذبال نے چیختے ہوئے کہا

ذبال جانتا تھا کہ کوئی بھی گارڈ اس لڑکی کی مدد نہیں کر سکتا یہ کوئی اور ہے جس نے یہ سب کیا ہے

رمیزہ بھائی کا غصہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا  
رحابہ نے ساری بات سننے کے بعد کہا

میری دعا ہے کہ وہ لڑکی بس دور چلی جائے رمیزہ نے آنکھوں کو بند کرتے کہا  
ذبال جو رمیزہ سے پوچھنے والا تھا اس کے منہ سے سچائی سن کر اس کا پاراسا تو یں آسمان  
پہنچ گیا

اماں سائیں ذبال کی آواز سے مومنہ بیگم دادا سائیں دادی سائیں رحابہ عمار سب باہر  
آئے

اللہ خیر کرے منزہ بیگم نے کمرے سے نکلتے کہا  
عمار جاو مولوی کو بلا کر لاو ذبال نے رخ موڑے کہا  
کیوں مومنہ بیگم نے پوچھا

نکاح کروانا ہے اماں سائیں ذبال نے ان کی طرف رخ موڑے کہا  
کس کا نکاح دادا سائیں نے حیران کن ہوتے پوچھا  
رمیزہ کا ذبال کی بات پر وہاں سب کے سروں پر آسمان آن گرا

کیا مطلب تمہارا ذبال دادا سائیں نے سخت کجے میں پوچھا  
 بھائی آپ یہ سب رمیزہ کی بات منہ میں ہی رہ گئی اور ذبال کا ہاتھ اس کے گال پر نشان چھوڑ  
 گیا

رمیزہ تم نے میری نرمی کا بہت فائدہ اٹھایا ہے اور تم میں اتنی جرات آگئی ہے کہ تم نے  
 اس لڑکی کو گھر سے بھگا دیا  
 ذبال پھنکارتے ہوئے بولا

نہ نہیں بھئیو میں نے رمیزہ روتے ہوئے بولی

اب ایک لفظ اور نہیں ذبال کہتا باہر چلا گیا اور اپنے ساتھ طلال کو لے کر آیا  
 عمار مولوی صاحب کو لے آیا

مولوی صاحب نکاح شروع کریں ذبال نے رمیزہ کی آنکھوں سے نظریں چراتے کہا  
 رمیزہ جعفر آپ کا نکاح طلال اکبر سے کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے  
 قبول ہے رمیزہ نے سب کو آس بھری نظروں سے دیکھا اور ایک ایسے شخص کے ساتھ  
 خود کو جوڑ لیا جو اس سے آٹھ سال بڑا تھا

طلال چوہدری نے آج اپنی دوستی کا ثبوت دے دیا تھا وہ نکاح کے بعد باہر چلا گیا  
 اللہ تمہیں خوش رکھے مومنہ بیگم نے آنسوؤں کو قابو کرتے کہا



میری دعا ہے بھو آپ کو بھی راسبہ سے محبت ہو لیکن وہ آپ کو کبھی نہ ملے آپ پل پل ٹڑپیں پھر میں آپ کی انا غرور کو دیکھوں گی رمیزہ چلاتے ہوئے کہتی وہاں سے چلے گئے اس کے جاتے ہی مومنہ بیگم نے سر پیٹنا شروع کر دیا اپنی سترہ سالہ بیٹی کو بیاہ کر وہ بھی اس کی عمر سے بڑے لڑکے سے طلال چوہدری کو بھی وہ ذبال کی طرح انا پرست سمجھ رہی تھی لیکن وقت نے انہیں غلط ثابت کر دیا

رونے کی آواز ہی سن رہا تھا حویلی سے لے کر گھر تک طلال رمیزہ کے گھر پہنچتے ہی ملازمہ نے اسے طلال کے کمرے میں بیٹھا دیا

طلال کے کمرے میں آتے ہی اس کے دل کی ڈھرن تیز ہو گئی وہ بھی طلال کو دوسرے مردوں کی طرح سمجھ رہی تھی اسے بھی لگا کہ وہ بھی اس کے ساتھ راسبہ والا حال کرے گا میرے ساتھ آئیں طلال نے دروازے کے پاس کھڑے ہوتے کہا رمیزہ نے ڈرتے ہوئے اس کے ساتھ قدم ملائے

لیکن اپنے سامنے راسبہ کو دیکھ کر وہ حیرت سے طلال کو دیکھنے لگی آپ کو میں کل کالج لے جاؤں گا آپ اپنی پڑھائی پوری کریں طلال رمیزہ کو ایک نظر دیکھتے وہاں سے چلا گیا

وہ رمیزہ کی ساری سوچوں کو ختم کر گیا تھا وہ واقع الگ تھا اس پر حق جتانے والا نہیں تھا اس دن کے بعد ان میں آہستہ آہستہ دوستی ہو گئی طلال کبھی اپنے دل کی بات نہ کر سکا اسے یقین تھا کہ ایک دن رمیزہ کو اس کے گھر والے دوبارہ سے مل جائیں گے اور وہ اس زبردستی کی شادی سے جان پھڑالے گی

راسبہ اور رمیزہ میں دوستی ہو گئی لیکن ذبال کا خوف اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا وہ ہر جگہ جانے سے کتراتے تھے  
رمیزہ کی دعا قبول ہو گئی ذبال ملک کو راسبہ بلال سے محبت ہو گئی وہ چار سال سے اسے ڈھونڈ رہا تھا لیکن وہ اسے کہیں نہیں ملی  
مومنہ بیگم اور دادی سائیں کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور ذبال کی حالت دیکھ کر وہ اس کے مل جانے کی دعا کرتی۔۔

www.urdu novels mania.com

حال

مومنہ بیگم نے عمار کے لیے رحابہ کا ہاتھ مانگا تھا  
ایک ماہ کے بعد ان دونوں کی شادی رکھی تھی  
وقت کہاں رکنے والا تھا عارض اور مشائم کو اللہ نے ایک پیاری بیٹی سے نوازا

طلال اور رمیزہ نے بھی اپنے گھر آنے والی خوشخبری سنا دی  
 ذبال اس کا نام تم رکھو مشائے نے اپنی بیٹی ذبال کو پکڑاتے کہا  
 نہیں تم لوگ رکھ لو ذبال نے اس ننھی جان کو دیکھتے کہا  
 زیادہ نہ بن اب بتا کیا نام رکھنا ہے عارض نے تھوڑے غصے میں کہا  
 انا بیہ ذبال نے اس کے گال کو چومتے کہا  
 ذبال کی ڈاڑھی کی چھن سے انا بیہ نے منہ بنایا  
 اس کی حرکت کو دیکھ کر ذبال کے لب مسکرائے  
 اس کے چہرے پر مسکراہٹ تو شاید آج سب نے پہلی بار دیکھی تھی  
 شکریہ عارض نے راسبہ کو کہا جو ذبال کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی  
 کس بات کے لیے راسبہ نے کندھے اچکاتے کہا  
 ذبال ملک کو زندگی کی طرف لوٹانے کے لیے اس کی زندگی کو خوشیوں سے بھرنے کے لیے  
 عارض نے مسکراتے ہوئے کہا  
 اس ایک ماہ میں راسبہ اور ذبال ایک کمرے میں تو رہنا شروع ہو گئے تھی لیکن ان کی  
 دوریاں ابھی بھی ویسی ہی تھی

ہاں وہ ذبال کو چاہنے لگی تھی اس کا دل اس ساتھ رہنے کو کرتا وہ چاہ کر بھی اس سے نفرت نہیں کر پائی تھی

السلام علیکم کیسی ہیں خالہ بی عارض نے زبیدہ بیگم کو اندر آتے کہا  
عارض مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی کہ تم مجھ سے بات ہی نہیں کرو گے خالہ بی نے خفا ہوتے کہا

اچھا نہ سوری آئیں اپنی پوتی سے تو مل لیں عارض ان کا ہاتھ تھامتے اندر ہال میں لے گیا  
السلام علیکم خالہ بی مشائم نے اٹھتے ہوئے کہا

وعلیکم السلام ماشاء اللہ عارض یہ تو تم پر گئی ہے خالہ بی آنا بیہ کو چومتے بولی  
یہ لیں چائے راسبہ چائے کا کپ آگے کرتے بولی

اچھا یہ ہے ہمارے سردار کی بیگم خالہ بی نے راسبہ کو دیکھتے مسکرا کر کہا  
راسبہ ذبال کمرے سے نکلتے بولا اور سامنے زبیدہ بیگم کو دیکھ کر رک گیا اور راسبہ کو اندر  
آنے کا کہہ کر چلا گیا

یہ ذبال کتنا بڑا ہو گیا ہے زبیدہ بیگم نے ذبال کو اوپر جاتے دیکھ کر سوچا  
یہ لیں آپ کی کافی راسبہ رات کو کمرے میں آتے بولی  
ذبال پورا دن کمرے میں رہا اور راسبہ کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ آئی ہی رات کو

ذبال جو اس کے انتظار میں سو گیا تھا  
 راسبہ چلتی اس کے پاس آئی اور اس کا پاؤں نیچے قالین میں الجھا اور وہ ذبال کے سینے کے  
 اوپر گری

راسبہ کے گرنے کی وجہ سے وہ ہڑبڑا کر اٹھا

اسی یار کیا ہوا ہے ذبال نے اٹھتے ہوئے کہا اور راسبہ جو ذبال کو شرٹ لیس دیکھ کر اس  
 سے نظریں ہی نہیں ملا پارہی تھی  
 وہ وہ آپ کی کافی راسبہ نے نظریں جھکا کر کہا

یار میں سو گیا ہوا تھا اب کافی پی لوں گا تو پوری رات جاگا رہوں گا ذبال بیڈ کے ساتھ ٹیک  
 لگاتے ہوئے بولا

تو پہلے بتا دیتے میں بنا کر نہ لاتی راسبہ تھوڑے غصے میں بولی

اس کے غصے کو دیکھ کر ذبال کا قہقہہ گونج اٹھا  
 www.urduNovelsMania.com

آپ میرا مزاق اڑا رہے ہیں راسبہ ذبال کے پاس آتے بولی

میری اتنی مجال ذبال نے راسبہ کو بیڈ پر بیٹھاتے مزاق میں کہا

یار روح تم مجھ سے شرمنا رہی ہو ذبال راسبہ کی جھکی پلکوں کو دیکھ کر بولا

نہ نہیں تو میں کیوں شرماؤں گی راسبہ نے ادھر ادھر دیکھتے کہا

اچھا پھر میری طرف دیکھ کر بولو ذبال راسبہ کا ہاتھ تھام کر بولا  
راسبہ جو پہلے ہی ذبال کے شرٹ لیس ہونے سے شرمناک تھی ذبال کے ہاتھ پکڑنے سے  
راسبہ کا وجود کانپ اٹھا

ذبال پلیر راسبہ نے نظریں اٹھا کر کہا

اچھا یار اب رونا نہ شروع کر دینا ذبال راسبہ کا ہاتھ چھوڑتے بولا

ذبال ایک بات پوچھو راسبہ بیڈ پر لیٹتے بولی

ہاں بولو ذبال راسبہ کی طرف کروٹ بدلتے بولا

آپ خالہ بی سے نہیں ملے میں عارض بھائی مشی آپیار حابہ اور عمار سب ملے تھے ان سے

آپ نہیں ملے راسبہ ذبال کو دیکھتے بولی

یار مل تو لیا تھا اور ویسے بھی وہ میری نہیں عارض کی خالہ ہیں ذبال راسبہ کے چہرے پر

آئے بال کو پیچھے کرتے بولا

کیا مطلب وہ عارض بھائی کی خالہ ہیں راسبہ نے ماتھے پر بل لاتے کہا

راسبہ بابا سائیں نے دو شادیاں کی تھی یونیورسٹی میں ان کو آرزو ملک پسند آگئی اور دادا

سائیں سے چھپ کر انہوں نے شادی کر لی

کیونکہ ہمارے خاندان میں باہر کی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتے ان کی شادی کو ایک سال ہوا تو عارض ان کی گود میں آگیا اور آرزو ملک اس دنیا سے چلی گئیں اس ایک سال میں دادا سائیں نے بابا سائیں کی شادی مومنہ ملک سے کروادی وہ اس شادی سے خوش نہیں تھے آرزو ملک کی وفات پر بابا سائیں عارض کو حویلی لائے لیکن دادا اور دادی سائیں نے عارض کو قبول کرنے سے منع کر دیا بابا سائیں عارض کو اس کی خالہ کے پاس چھوڑ آئے میرے پیدا ہونے کے تین سال بعد بھی بابا سائیں کا رویہ پہلے دن جیسا تھا وہ ان کو چھوٹی اپنے سامنے چھوٹی باتوں پر ذلیل کرتے میں تین سال کا تھا جب میں زور رات اپنی ماں کو بے لباس ہوتے دیکھتا اماں سائیں بس لاشوں کی طرح اباں سائیں کا دیا ہر ظلم برداشت کرتی راسبہ تین سال ہر رات میں یہ سب دیکھتا اماں سائیں کے جسم پر اباں سائیں کے دیے نشان لیکن ہر صبح ان کے چہرے پر وہی مسکراہٹ ہوتی میں پوری رات اماں کو دیکھتا اور پورا دن میں خوف کی وجہ سے کمرے سے نہیں نکل پاتا۔ جب میں چھ سال کا ہوا تو عمار آیا اور عمار کے ایک سال بعد رمیزہ نے سب کو دوبارہ خوشیوں سے نوازا۔ عارض کو میں نے پہلی بار بارہ سال کی عمر میں دیکھا تھا وہ شکل میں میرے جیسا ہی تھا لیکن عادات کافی مختلف تھی میں عارض سے بہت نفرت کرتا تھا عارض کو سب نے پہلی بار تب جانا تھا جب میں تمہارے جانے کے بعد ٹوٹ گیا تھا پھر عارض نے سب کو

سنبھالا میں نے کبھی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا لیکن جس دن عمار نے تمہارے لیے بولا اس دن مجھے لگا پھر سے کوئی آرزو ملک آگئی ہے تم سے شادی وہ سب میں نے بدلہ لینے کے لیے کیا تھا راسبہ پلیز مجھے معاف کر دو ذبال نم آنکھوں سے کہہ رہا تھا اور راسبہ بس اس کو سن رہی تھی

میں نے آپ کو معاف کر دیا ہوا ہے اور جو ہوا ہے اس سب کو بھول جائیں میں آپ کو ٹوٹا ہوا نہیں دیکھ سکتی آپ میرے لیے بہت اہم ہیں میری اماں کو بچانے والے ہیں پلیز آج کے بعد آپ پرانی کوئی بات نہیں دہرائے گے راسبہ ذبال کے سینے پر سر رکھتے کہہ رہی تھی

راسبہ ایک بات بتاؤ ذبال راسبہ کے سر میں انگلیاں چلاتے بولا لیکن اس کے کوئی جواب نہ دینے پر ذبال راسبہ کے گرد حصار تنگ کرتے سو گیا

www.urdu novels mania.com

مشی اسے پکڑ لو بہت رو رہی ہے عارض آنا بیہ کوروتے دیکھ کر بولا جی آپ کو کس سے ملنا ہے عمار نے اپنے سامنے رواجان لوگوں کو دیکھ کر پوچھا وہ ہمیں ذبال سر سے ملنا ہے عروج اور عمران نے بولا



اچھا میں بلاتا ہوں راسبہ وہ بھیکو کو بلا کر لائیں انہیں کہیں کوئی عروج ملنے آئی ہے عمار نے کچن سے نکلتے راسبہ کو پکارا

یہ سر کی وائف ہیں کیا عروج نے عمران کے کان میں سرگوشی کی مجھے کیا معلوم عمران نے کندھے اچکاتے کہا

آپ بیٹھیں عارض ان کے پاس آتے بولا

عروج اور عمران عارض کو دیکھ کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے میں ذبال نہیں ہوں عارض ان کی شکل کو دیکھتے بولا

آپ سے کوئی ملنے آیا راسبہ نے واش روم سے نکلتے ذبال کو کہا نیچے ذبال وہ

کون آیا ہے ذبال نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوتے پوچھا

وہ کوئی عروج نامی لڑکی آئی ہے راسبہ نے باہر نکلتے کہا

اف روح تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا ذبال جلدی باہر آتے بولا

عروج اور عمران جو انا بیہ کو دیکھ کر ہنس رہے تھے ذبال کو آتے دیکھ کر وہ اپنی جگہوں سے کھڑے ہوئے

ان دونوں نے پہلی مرتبہ ذبال کو ٹرور شرٹ میں دیکھا تھا

گڈ مارنگ سر عمران نے ذبال کو آتے دیکھ کر کہا

جی کیا خبر ہے ذبال نے بیٹھتے کہا

وہ سر کرامت پکڑا گیا ہے عروج نے فائل آگے کرتے کہا

رہا تھا پڑھ سیٹھ کرامت کا نام سنتے راسبہ ذبال کو دیکھنے لگی جو فائل

گڈ آخر ہماری اتنے مہینوں کی محنت رنگ لے آئی ہے ذبال فائل بند کرتے بولا

سر وہ اب میں اور عروج آف لے سکتے ہیں وہ ہمیں ہنی مون پر جانا ہے عمران نے

معصوم شکل بناتے کہا

اس کی بات سن کر عروج نے عمران کو گھوری سے نوازا اور عارض اور عمار کی ہنسی چھوٹ گئی

جی چلیں جائیں ذبال نے انا بیہ کو پیار کرتے کہا

اور سر بیٹی کے لیے مبارک ہو عروج نے ذبال کو انا بیہ کے ساتھ مسکراتے دیکھ کر کہا

یہ میری نہیں میرے بھائی کی بیٹی ہے اور ہاں جس لڑکی کو آپ بار بار دیکھ رہی ہے نہ مس

عروج وہ میری وائف ہیں عروج کی نظروں کو سمجھتے ذبال نے کہا

آپ جانتی ہیں کہ میجر ذبال ملک کی نظروں سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی ذبال کہتا اماں

سائیں کے پاس آگیا

اماں سائیں میں نے اباں سائیں کا بدلہ لے لیا ہے ذبال نے ان کے ہاتھ چومتے کہا  
 اس گھر میں راسبہ کے علاوہ ہر کوئی ذبال کے آرمی جاننے کے بارے میں جانتا تھا  
 ہمیشہ خوش رہو داوی سائیں اور داوا سائیں نے نم آنکھوں سے کہا  
 راسی راسی میری بات سنو ذبال راسبہ کو ڈھونڈنے کچن میں آیا  
 ذبال اگر رات کو آپ نے سب بتا دیا تھا تو یہ اتنی بڑی بات کیسے بھول گئے آپ راسبہ  
 غصے سے کہتے وہاں سے چلی گئی  
 یارو یسے ذبال تم لوگ رات کو بھی باتیں کرتے ہو عارض ذبال کی حالت دیکھ کر قہقہہ لگاتے  
 بولا

بکواس نہ کر ذبال غصے سے کہتا ڈانگ ٹیل کی طرف بڑھ گیا  
 اماں سائیں میں عمار کی شادی سے پہلے اماں کی طرف چلی جاؤں راسبہ نے مومنہ بیگم کے  
 اٹھتے ہی پوچھ لیا  
 www.urdu novelsmania.com

ہاں چلی جاو یسے بھی کل مہندی ہے آجانا مومنہ بیگم راسبہ کے سر پر پیار دیتے چلی گئی  
 راسبہ تم نے مجھے اماں کی طرف جانے کا تو نہیں بتایا تھا ذبال ناشتا کرنے کے بعد اس سے  
 چائے کا کپ پکڑتے بولا

اب بتا دیا ہے نہ راسبہ نے لا پرواہی سے جواب دیا

یار تھوڑے دنوں بعد چلی جانا ویسے بھی آج طلال رمیزہ اور چھوٹی ماما آرہی ہیں ذبال نے التجا کی

نہیں اتنے دن ہو گئے ہیں مجھے جانا ہے راسبہ نے انا بیہ کا گال چومتے کہا ویسے آج میں نے پہلی بار سردار ذبال ملک اور میجر ذبال ملک کو اتنا بے بس دیکھا ہے عمار نے ذبال کو چھیرتے کہا

اس کی بات سن کر ذبال نے اسے آنکھوں سے چپ رہنے کا اشارہ کیا اچھا راسبہ آج شام کو مہندی لگانے والی آئی تو تم آ جانا پلیز کیوں کہ یار میں مہندی لگو اوگی تو تم آنا بیہ کو سنبھال لینا مشائم نے ذبال کی شکل پر ترس کھاتے کہا اچھا ٹھیک ہے مٹی آپیار راسبہ کستی وہاں سے چلے گئی

پوری حویلی کو خوب سجایا گیا۔

یار رمیزہ ویسے تم بہت چھپی رستم نقلی عریبہ اور امل نے رمیزہ سے شکوہ کیا

یار اب ایسی بھی بات نہیں ہے رمیزہ نے ہنستے کہا

رہا ہے یار رمی تم یہاں ہو طلال تمہیں پورے گھر میں ڈھونڈ

عارض ان کے پاس آتے بولا

اور عریبہ اور امل کے ساتھ باتیں کرنے لگا

تھوڑے دیر میں نکاح کی رسم پوری ہوئی اور رحابہ رحابہ جاوید سے رحابہ عمار بن گئی

بیوٹیشن راسبہ کو تیار کر کے باہر نکلی تو ذبال کمرے میں داخل ہوا

راسبہ تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی کیا نکاح کی رسم ہوگئی ہے اب چلو مہندی کی رسم شروع

ہونے والی ہے ذبال نے نیچے جھکی راسبہ کو دیکھتے کہا

بس ہو گیا راسبہ چہرے اوپر کرتے بولی

لال اور سبز لانگ فراق اور ڈارک میک اپ میں وہ آج ذبال ملک کا دل ڈھرکانے میں

کامیاب ہوگئی تھی ذبال بنا پلکے جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا جو سر پر ڈوپٹہ ٹھیک کر رہی تھی

ذبال چلتا اس کے پاس آیا اور اس کے ہاتھوں کو پکڑتے اس میں گجرے پہنانے لگا بہت

پیاری لگ رہی ہو روح ذبال راسبہ کو دیکھتے بولا

اچانک اس کی نظر راسبہ کے کندھے کے نشان پر گئی وہ اس کا ہاتھ چھوڑتا ہیچھے ہوا

راسبہ کو آج اپنا آپ دوبارہ سے ذبال کی نظروں میں کم لگا

آجاو نیچے ذبال کتنا کمرے نکل گیا

مہندی کی رسم شروع ہوئی ذبال جو آج وائٹ شلوار قمیض پر گرے کوٹ پہنے سب کو اپنی

طرف متوجہ کر رہا تھا

راسبہ ان سے ملو یہ ہیں حرامیری بہن کی بیٹی مومنہ بیگم نے حرا کا تعارف کروایا  
 راسبہ نے اپنے سامنے کالی ساڑھی میں میک اپ سے چہرے کو خوبصورت بنائے لڑکی کو  
 دیکھا

اچھا یہ ہے وہ لڑکی جو ذبال ملک کی بیوی ہے دیکھو تو سہی اس کا رنگ کتنا کالا ہے حرا کے  
 ساتھ کھڑی اس کی دوستوں نے راسبہ کا مزاق اڑایا

حرا اور اس کی دوستی راسبہ کا مزاق اڑا رہی تھی اور راسبہ بت بنی ان کی باتیں سن رہی تھی  
 ویسے تم لوگوں کے رنگ اتنے بھی صاف نہیں ہیں جو میری بیوی کا مزاق اڑایا جا رہا ہے  
 ذبال راسبہ کے گرد بازوں کا حصار کرتے بولا  
 وہ ذبال حرا ذبال کو دیکھ کر ہنسنا بھول گئی  
 حرا آج کے بعد تم مجھے میری بیوی کے ارد گرد نہ نظر آؤ ذبال سخت کجے میں کہتا وہاں سے چلا  
 گیا اور راسبہ اس کے ساتھ بس چلتی گئی  
 کمرے میں آکر ذبال نے غصے سے اس کا ہاتھ چھوڑا  
 ذبال وہ راسبہ کی بات ادھوری رہ گئی اور ذبال پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھک کر  
 اپنا غصہ اس پر اتارنے لگا

راسبہ اس حملے کے لیے تیار نہ تھی اور اس نے سختی سے ذبال کے کوٹ کا کارڈ بوچ لیا  
 راسبہ کی سانس اکھڑنے لگی تو ذبال اس سے پیچھے ہوا اور راسبہ اس کے سینے پر سر رکھ کر  
 سانس لینے لگی

مسز آج کے بعد اگر آپ نے کسی کی فضول بات کا جواب نہ دیا تو میں یہ مسز اسب کے  
 سامنے دوں گا کیونکہ ایک دفعہ پہلے بھی مشائم نے تمہارے لیے بولا تھا اور آج میں نے  
 آئندہ تم خود جواب دوگی ذبال راسبہ کی کمر سہلاتے بولا  
 راسبہ ابھی بھی اسی طرح ذبال کا کارڈ پکڑے کھڑی تھی  
 راسبہ تمہیں اماں سائیں بلارہیں ہیں رمیزہ نے دروازے پر پیغام دیا اور راسبہ ذبال کے  
 حصار سے نکلتی باہر چلی گئی

رسموں کے بعد راسبہ کو عمار کے کمرے میں بھیج دیا گیا  
 یار مشی آنا بیہ کا فیڈر دینا عارض نے کھوئی ہوئی مشائم کو دیکھ کر بلایا  
 مشائم نے عارض کی بات نہ سنی تو عارض اٹھ کر اس کے پاس آیا  
 کب سے بلارہوں ہوں کہ ہر کھوئی ہوئی ہو عارض نے مشائم کا بازو پکڑے کہا

مجھ آپ کو کیا آپ کو اب میں تھوڑی اچھی لگتی ہو آپ کو تو اور لڑکیاں اچھی لگتی ہیں آپ کو سے کوئی محبت نہیں ہے میری کوئی پرواہ نہیں ہے آپ کو مشائم روتے ہوئے عارض سے شکوہ کر رہی تھی

یار کس کی بات کر رہی ہو تم عارض مشائم کو گلے لگاتے بولا

وہ رمیزہ کی فرینڈز مشائم نے عارض کے سینے سے سراٹھاتے کہا

یار مٹی مجھے تمہاری کتنی فکر ہے کتنی پرواہ ہے یہ ہے میری تمہارے لیے محبت کیونکہ محبت کے لیے کوئی ترازو نہیں ہوتا اور میری خوشی صرف اور صرف تم ہو عارض مشائم کے ہاتھ تھامے

اس یقین دلوا رہا تھا

میں بس اتنا چاہتی ہوں جہاں میں ہوں وہاں کوئی اور آپ کو نظر نہ آئے صرف میں آپ کے لیے اہم ہوں اور میں آپ کے لیے سب سے زیادہ خاص بننا چاہتی ہوں مشائم دوبارہ اس کے سینے سے لگے بول رہی تھی

یار تم اہم ہو عارض ملک کی محبت ہو اب پلیز آنا بیہ کو دیکھ لو عارض اس کے ہونٹوں کو چھوتے بولا



یار مستی مجھے یہ تمہارا تل بڑا پسند ہے عارض نے مشائم کے ہونٹوں کے اوپر موجود تل کو چھوتے کہا

اچھا اب میں آپ کی بیٹی کو پکڑ لوں کیا مشائم عارض کا گال چومتی بول کر بیڈ پر آنا بیہ کے پاس چلی گئی

رحابہ جو عمار کا کب سے انتظار کر رہی تھی تنگ آ کر وہ اٹھنے لگی تھی جب کمرے میں عمار آیا یار کدھر میرا انتظار تو کر لیتی عمار نے کمرے میں آتے کہا کب سے کر رہی رہی تھی رحابہ نے خفا ہوتے کہا

عمار میری منہ دکھائی کدھر ہے رحابہ نے بیڈ پر بیٹھتے عمار سے پوچھا یار کیا منہ دکھائی یہ ضروری تھوڑا ہوتا ہے نہ ویسے بھی میں نے تمہیں تھوڑے ماہ پہلے کانچ کی چوڑیاں دی تھی عمار مزے سے کہتا رحابہ کا چہرہ دیکھ رہا تھا تو وہ میری منہ دکھائی تھی رحابہ غصے سے کہتی اٹھنے والی تھی

جب عمار نے اس کے ہاتھ میں سونے کی چار چوڑیاں ڈال دیں اور اسے کھینچ کر اپنی گود میں بیٹھایا

اب خوش عمار رحابہ کے گال کو چومتے بولا

عمار مجھے جانا ہے چھوڑو رجا بہ شرم سے دوہری ہوتے بولی  
 یار تم شرماتے ہوئے بہت کیوٹ لگتی ہو عمار اس کے جھمکے اتارتے بولا  
 میں اتار لوں گی عمار رجا بہ اس کا ہاتھ پکڑتے بولی  
 میں ہوں نہ آپ کیوں زحمت کر رہی ہیں جان عمار اس کے ہونٹوں پر جھکتے بولا

طلال مجھے نا باہر سے کچھ کھانے کے لیے لا دیں رمیزہ کپڑے چیلنج کر بولی  
 یار نہیں باہر سے کچھ نہیں ڈاکڑ نے منع کیا ہے تلال نفی میں سر ہلاتے بولا  
 پلیز تلال رمیزہ اس کا ہاتھ پکڑے التجا کر رہی تھی  
 یار رمی نہ کیا کرو مجھے تمہاری صحت بہت عزیز ہے تلال اس کے گرد حصار لیتے بولا  
 نہیں مجھے کھانا ہے پیڑہ وہ بھی سپانسی والا رمیزہ تلال کا حصار توڑتے بولی  
 یار کل کھا لینا آج نہیں تلال کہتے اس کے ہونٹوں پر جھک گیا اور اس کو پوری رات دوبارہ  
 بولنے کا موقع نہ دیا

جی اماں سائیں آپ نے بلایا راسبہ کمرے میں داخل ہوتے بولی

ہاں آورا سبہ دیکھو راسبہ مجھے اس حویلی کے لیے وارث چاہیے عارض کی اولاد مجھے بہت عزیز ہے لیکن میں ذبال کی اولاد دیکھنا چاہتی ہوں میں جانتی ہوں ذبال تم سے کتراتا ہے تو میں نے سوچا ہے کہ حراسے ذبال کی دوسری شادی کروادوں تمہارا مقام ویسے ہی رہے گا کیونکہ تم نے میرے بیٹے کی زندگی میں خوشیاں لوٹائی ہیں تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہے نہ مومنہ بیگم آس بھری آواز میں پوری بات سے راسبہ کو آگاہ کر گئی

نہ نہیں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے راسبہ نے آنسوؤں کو قابو کرتے مشکل سے کہا

اور وہاں سے اٹھ کر باہر آ گئی

ذبال کب سے راسبہ کا انتظار کر رہا تھا لیکن وہ جب نہ آئی تو ذبال اسے ڈھونڈتالان میں آگیا

جہاں راسبہ آنسو بہانے میں مصروف تھی

روح میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور تم یہاں ہو ذبال راسبہ کو پیچھے سے حصار میں لیتے بولا

www.urdu novels mania.com

ذبال مجھے اماں کی طرف چھوڑ آئیں راسبہ نے آواز کو ٹھیک کرتے کہا

روح کل چلی جانا اب تو اتنی رات ہو گئی ہے ذبال راسبہ کو سمجھاتے ہوئے بولا

میں نے کہا ہے نہ مجھے جانا ہے تو جانا ہے راسبہ ذبال کے حصار سے نکلتے بولی

بلاوجہ کی خدمت کرو اور جاو کمرے میں میں آ کر تمہارا دماغ درست کرتا ہوں ذبال نے اسے غصے میں کہا  
راسبہ اس کی شکل کو دیکھتے اندر چلی گئی

اماں سائیں مومنہ بیگم جو ابھی نماز پڑھ کر لیٹنے ہی والی تھی ذبال کو کمرے میں آتے دیکھ کر پریشان ہو گئی

کیا ہوا ذبال تم اس وقت سب ٹھیک ہے نہ مومنہ بیگم نے پریشان ہو کر پوچھا

اماں سائیں آپ نے راسبہ سے کیا کہا ہے ذبال نے ماتھے پر بل لاتے کہا

کیا کہا ہاں وہ تمہاری شادی کی بات کی ہے اس سے حرا کے لیے میں تمہارا ہاتھ مانگنے لگی ہوں مومنہ بیگم نے خوش ہوتے بتایا

اماں سائیں میری شادی ہو چکی ہے میں دوبارہ شادی نہیں کروں گا اور راسبہ کا دماغ میں

خود ٹھیک کر لوں گا ذبال نے غصے کو قابو کرتے کہا

ذبال مجھے تمہاری اولاد دیکھنی ہے مومنہ بیگم نے اصل بات بتائی

تو اماں سائیں ہو جائے گی اولاد لیکن دوسری شادی کا ایک اپنے ذہن سے نکال دیں ذبال

کہتا وہاں سے چلا گیا

سیرھیاں چڑھتے ذبال کو راسبہ کے رونے اور ضد کرنے کی سمجھ آگئی تھی  
 راسبہ جو کمرے میں بیٹھی بس روئے جا رہی تھی ذبال کے کمرے میں آتے اس نے شکوہ  
 کنا آنکھوں سے اسے دیکھا

آپ مجھے صبح اماں کی طرف چھوڑ کر آئیں گے میں اب اماں کی طرف ہی رہوں گی راسبہ  
 صوفے سے اٹھتے بولی

یار تم دو دن پہلے بھی اماں کی طرف گئی ہوئی تھی ذبال نے واش روم کا رخ کرتے کہا  
 آپ چاہتے ہیں میں نہ جاؤں راسبہ ذبال کے واش روم سے نکلے فوراً بولی  
 روح چلی جانا لیکن تھوڑے دنوں تک ذبال بال ٹھیک کرتا راسبہ کے پاس آیا  
 میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں گی راسبہ نے دوبارہ آنسو بہاتے کہا  
 اس مغرور شہزادے نے راسبہ جب سے تمہیں جانا ہے اس دن سے ہی میری انا اور  
 غرور سب ختم ہو گیا تھا میں بس تمہارے لوٹنے کا منتظر تھا ذبال راسبہ کے ہاتھ تھامے بول  
 رہا تھا

لیکن آپ تو دوسری شادی کرنے والے ہیں راسبہ نے ذبال کی آنکھوں میں دیکھتے کہا  
 راسبہ تم نے ذبال مالک کی انا اور غرور کو خاک میں ملا دیا میرا دل تمہارے نام اور دم سے  
 دھڑکنے لگا ہے ذبال راسبہ کے چہرے کو صاف کرتے بولا

لیکن اماں سائیں تو کہہ رہی تھی کہ ان کو حویلی کے لیے وارث چاہیے راسبہ دوبارہ سے روتے ہوئی بولی

تو ہاں صحیح کہہ رہی ہیں لیکن اگر تم روتی رہو گی تو کچھ نہیں ہو پائے گا ذبال ہنستے ہوئے بولا  
اس کی بات سے راسبہ کا چہرہ شرم اور حیا سے جھک گیا  
راسبہ ذبال راسبہ کے کان کے پاس آتے بولا

ج جی راسبہ نے اس کی قربت سے گھبراتے مشکل سے کہا  
تم میری روح کا حصہ ہو تم سے محبت کرنا مجھ پر واجب ہے میں چاہ کر بھی تم سے جدا نہیں ہو  
سکتا کیونکہ روح کا تعلق جسم سے ہوتا ہے ذبال راسبہ کے کان میں سرگوشی کرتا اپنے دل  
کا حال سنارہا تھا

راسبہ انکھیں بند کیے اس کے اظہار محبت کو محسوس کر رہی تھی  
چھوڑ کر اس کی لمس موجود نشان پر اپنا اور پھر اس کے کندھے پر ذبال راسبہ کے کان پر  
اس کی گردن میں ایک خوبصورت سا پنڈت ڈالا تھا اور پیچھے ہو کر تکلیف کو کم کر رہا  
ذبال آپ نے مجھے وہ مقام دلویا ہے جو میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا میری لیے آپ  
بہت خاص ہیں راسبہ ذبال کے دیے پنڈت کو دیکھ کر بولی  
تو پھر اجازت ہے ذبال راسبہ کی کمر میں ہاتھ ڈالتے بولا

ک کس چیز کی اجازت راسبہ ذبال کی آنکھوں سے نظریں چرا کر بولی جہاں جزبات کا سمندر ابھر رہا تھا

جسم کو روح سے ملوانے کی اجازت ذبال راسبہ کو بازوؤں میں اٹھائے بیڈ کی طرف بڑھا راسبہ کچھ بھی کہے بغیر ذبال کے سینے میں چہرہ چھپا گئی اور ذبال کی شدتیں سستی گئی وہ کبھی اس کے ہونٹوں کو چومتا تو کبھی اس کی گردن کو اپنے لمس سے مہکاتا اور وہ اس کے لمس کی خوشبو میں مہکتی گئی

صبح راسبہ کی آنکھ کھولی تو وہ ذبال کے بازو پر سر رکھے لیٹی ہوئی تھی گھڑی پر نظر پرتے راسبہ نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے ارد گرد ذبال کے بازوؤں کا حصار تھا

ذبال چھوڑیں دیکھیں کتنا ٹائم ہو گیا ہے سب کیا سوچیں گے ہمارے بارے میں راسبہ ذبال کے بازوؤں کو پیچھے کرتے بولی

یار اماں سائیں نے ہی کہا تھا کہ ان کو پوتا چاہیے تو پھر اس کے لیے ہمیں کمرے میں رکنا پڑے گا ذبال راسبہ کے ہونٹوں کو چھوتے بولا

ذبال پلیز نہ کریں راسبہ ذبال کو رات والے موڈ میں آتے دیکھ کر بولی اچھا جاو لیکن رات کو جلدی آجانا ذبال اٹھتے ہوئے شرارت سے بولا اس کی بے باکی سے راسبہ کے گال سرخ ہو گئے

عارض آپ نے مجھے منہ دکھائی نہیں دی تھی شادی والے دن مشائم نے ناشتا کرنے کے بعد اپنی خواہش کا اظہار کیا

آپیا آپ کی شادی کو اتنا وقت ہو گا ہے آپ کو اب یاد آیا ہے رحابہ نے مشائم کو ہنستے ہوئے کہا

یار میں دے دوں لیکن ایک بات کا ڈر ہے عارض آنا بیہ کو فیڈر پلاتے بولا

کس بات کا ڈر مشائم نے تجسس میں پوچھا

یار یہی کہ تم مجھے دوبارہ اپنے پریگنٹ ہونے کی گڈ نیوز نہ سنا دینا عارض نے قہقہہ لگاتے کہا

اس کی بات سن کر عمار رحابہ طلال اور رمیزہ کی ہنسی چھوٹ گئی

آج رات آپ آنا بیہ کے ساتھ دوسرے کمرے میں سوئیں گے مشائم نے تپ کر کہا

یار سوری کیا ہو گیا ہے میں اپنی نازک سی بیوی کو دوبارہ مشکل میں تھوڑی ڈال سکتا ہوں

عارض مشائم کا ہاتھ پکڑتے بولا

وقت کا پتا بھی نہیں چلا اور ذبال اور راسبہ کا ایک بیٹا اور طلال اور رمیزہ کو اللہ نے ایک رحمت سے نوازا

یار روح دیکھو یہ اتنا زیادہ رو رہا ہے ذبال نے روتے عارب کو دیکھ کر کہا



تو پکڑیں اسے راسبہ نے کچن سے آواز دی  
 راسبہ کو اللہ نے اگر آزمائشوں سے گزارا تھا تو اسے ان آزمائشوں کے بدلے ایک خوشگوار  
 زندگی بھی ملی تھی

